نمبر ۹۵ | مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۲ء | یوم سہ شنبہ | مطابق یکم شوال ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

۷۔فروری رمضان میں درسِ قرآن کا آخری پارہ ختم ہؤا۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد اقصیٰ میں حسب معمول آخری دو سُورتوں کے حقائق ومعارف بیان فرمائے۔اور آخر میں محرابِ مسجد میں قبلہ رو بیٹھکر مسلسل آدھ گھنٹہ دعا فرمائی مردوں اور عورتوں کا ایک کثیر مجمع دُعا میں شریک ہؤا۔دُعا نہایت رِقت سے کی گئی ؛

۵۔فروری بروز جمعہ ۲۲۔اصحاب حضُور کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت میں داخل ہُوئے ؛

۵۔فروری کی شب جناب ڈاکٹر شاہ نواز کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ اللہ تعالےٰ مُبارک کرے ؛

۵۔فروری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے سید محمد علی شاہ صاحب کارکن بیت المال کے مکان کا سنگ بنیاد رکھا۔اور دعا فرمائی ؛

مُسلمانانِ سوپور اور بارہ مولا پر تازہ مظالم

صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مظلومین کی فریاد

قصبہ سوپور (کشمیر) میں حکومت کشمیر نے حال میں نہتے اور بیکس مسلمانوں کو بلاوجہ جس طرح گولیوں کا نشانہ بنایا۔اس کی نہایت مختصر اطلاع جب مظلوم مسلمانوں نے صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو بذریعہ تار دینی چاہی۔تو حکومت نے وُہ تار بھی روک لیا۔اب تار کا مضمون بذریعہ ڈاک موصول ہُوا ہے۔جو درج ذیل ہے :۔

قصبہ سوپور میں مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۲ء کو مسلمانان سوپور اور دیہات ہائے قرب وجوار جب مسجد جامع سے باہر نعرے لگاتے ہوئے نکل رہے تھے تو پولیس اور فوج نے آگے جانے سے روک لیا۔اور فائر شروع کر دیئے جن سے چھ مسلمان اسی وقت فوت ہوگئے۔اور متعدد زخمی ہُوئے۔ان چھ میں دو آدمی گاؤں کے رہنے والے تھے۔ایک ڈاک تلی ڈاکخانہ کے پاس کھڑا تھا۔ایک زمیندار راستہ پر سے گھر جا رہا تھا۔اور دو بیلے گناہوں کو عالم بے خبری میں جام موت پلا دیا گیا۔مقتولین کے جنازہ کے ساتھ جلوس نکالنے کی ممانعت کر دی گئی۔اور دس دس آدمی کو جنازہ کے ساتھ جانے دیا گیا

بارہ مولا میں بھی اسی دن جلوس نکل رہا تھا۔جس میں ایک مسلمان مرد اور ایک مسلم عورت کو ہلاک کر دیا گیا ؛

سوپور سے عبدالرحیم ڈار۔محمد رجب بخش۔عبدالغنی گنائی۔محمد اکبر صاحب مولانا مولوی محمد یٰسین صاحب کو گرفتار کر کے اور آرڈی ننس کے ماتحت زیر دفعہ ۲ سزا دے کر جیل بھیجدیا گیا ہے ؛

بارہ مولا سے تین نمائندگان اور قاضی عبدالغنی کمانیٹر کو گرفتار کر کے جیل بھیجدیا گیا ہے ؛

نمائندگان قصبہ سوپور کشمیر

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ایک معزز کارکن کا کشمیر سے اخراج

ریاست کشمیر میں جو شورش اور بد امنی پیدا ہو رہی ہے۔ اس کی حقیقی وجہ وُہ ناانصافی ہے۔ جو اس وقت تک ریاست نے مسلمانوں سے روا رکھی ہے۔ تاحال نہ صرف اُن کے نہایت معقول اور ابتدائی انسانی حقوق سے تعلق رکھنے والے مطالبات پورے نہیں کئے گئے۔ اور طرح طرح کے بہانوں سے انہیں معرضِ التوا میں ڈالا جا رہا ہے۔ بلکہ اس سلسلہ میں بے حد تشدد بھی جاری ہے۔ اور ادنےٰ ادنےٰ باتوں بلکہ بعض اوقات بالکل بے بنیاد باتوں پر مسلمانوں کو سنگین سے سنگین سزائیں دی جاتی ہیں۔ لیکن دوسری طرف ریاست کے ہندو اور سکھ جو چاہیں۔ کریں۔ انہیں کوئی پوچھتا تک نہیں ؛

آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے شروع دن سے ہی اپنے محترم صدر اور ممبران کے ذریعہ اس امر کی کوشش کی ہے۔ کہ ریاست کا امن مخدوش نہ ہو۔ اور بغیر کسی قسم کی شورش اور فساد کے مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق مل جائیں۔ چنانچہ اس وقت بھی جبکہ حکام ریاست انتہائی سفاکی اور وحشت سے کام لیتے ہوئے علاقہ راجوری اور میرپور وغیرہ میں مسلمانوں کو تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ یہ اسی کمیٹی کے کارکنوں کی کوششوں کا ہی نتیجہ تھا۔ کہ علاقہ کشمیر میں جسے کشمیر وادی کہنا چاہیئے۔ کسی قسم کی بدامنی پیدا نہ ہوئی۔ حتےٰ کہ مسلمانانِ کشمیر کے مسلّمہ اور معتدل خیال لیڈر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے حکومتِ کشمیر کو یہ یقین بھی دلا دیا۔ کہ وہاں سول نافرمانی شروع ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ یہ دراصل اس جد وجہد کا اثر تھا۔ جو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے کارکن قیام امن کے لئے وہاں کر رہے تھے۔ صوبہ جموں میں بھی جہاں کے حالات انتہائی نزاکت اختیار کر چکے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لئے صبر و برداشت سے کام لینا ناممکن کر دیا گیا ہے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے معزز ارکان اب بھی اس کوشش میں مشغول ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو۔ امن قائم ہو جائے۔ لیکن ریاست کی بے تدبیری اور کوتاہ اندیشی اور مخفی چالبازیوں کا یہ عالم ہے۔ کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے قیام امن کی کوششوں میں بھی روڑے اٹکا رہی ہے۔ اور اس کے کارکنوں سے نہایت افسوسناک سلوک کر رہی ہے۔ چنانچہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے ایک کارکن صوفی عبدالقدیر صاحب بی اے۔ سابق مبلغ اسلام لنڈن کو کشمیر گورنمنٹ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے۔ کہ چوبیس گھنٹے کے اندر اندر حدودِ ریاست سے نکل جائیں۔ اس کے مقابلہ میں ہندو مہاسبھا کے وُہ ایجنٹ جو بے حد مبالغہ آمیز اور اشتعال انگیز خبروں کی اشاعت کر کے فتنہ و فساد کی آگ کو ہوا دینے میں شب و روز مصروف ہیں۔ کھلے بندوں وہاں دندناتے پھرتے ہیں۔ اپنے جلسے کرتے ہیں اور ارکانِ حکومت سے ملاقاتیں کرتے ہیں۔ حالانکہ عارضی طور پر اسی علاقہ میں جانے والوں۔ اور حالات کا سرسری مطالعہ کرنے والوں پر بھی یہ امر روشن ہے۔ کہ یہ سب شرارت انہی فتنہ پردازوں کی ہے۔ چنانچہ موقر معاصر سٹیٹسمین کے ایک غیر جانبدار انگریز نامہ نگار نے ۴ - فروری ۱۹۳۲ء کی اشاعت میں اس امر کا صاف طور پر ذکر کیا ہے۔ کہ ہندو مہاسبھا کے کارندے بے بنیاد خبریں ارسال کر کے برطانوی ہند میں اشتعال پیدا کر رہے ہیں ؛

ایسی صورت میں ریاست کشمیر کی بدقسمتی پر کسے افسوس نہ ہوگا۔ جو امن پسند اور آئینی جد وجہد کرنے والوں سے تو دشمنوں والا سلوک کر رہی ہے۔ لیکن فتنہ انگیزوں کو ملک میں آگ لگانے کے لئے اُس نے کھلا چھوڑ رکھا ہے۔ بلکہ ہر طرح سے ان کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے ؛

اس موقعہ پر یہ ذکر بھی ضروری ہے۔ کہ ابھی تک مجلس احرار کے کارندے بھی علاقہ جموں و کشمیر میں بلا روک ٹوک آزادی کے ساتھ جو چاہتے ہیں۔ کر رہے ہیں۔ اور ریاست کے حکام کی طرف سے اُن سے کوئی تعرض نہیں ہوتا۔ حالانکہ سب کو معلوم ہے۔ کہ احراریوں کی پالیسی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی پالیسی کی نسبت نہ صرف بہت زیادہ سخت۔ بلکہ کئی لحاظ سے غیر آئینی بھی ہے۔ ہم نے باوجود احرار سے بہت اختلافات رکھنے۔ اور اُن کے طریق کو اسلامی مفاد کے خلاف سمجھنے کے کبھی ان سے الجھنا پسند نہیں کیا۔ بلکہ ہمیشہ ان کو اُن کے حال پر چھوڑے رکھا ہے۔ اور اب تک بھی ہمارا یہی مسلک ہے۔ لیکن حکامِ ریاست کا احراری کارکنوں سے تو کسی قسم کا تعرض نہ کرنا۔ اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے کارکنوں کو اخراج کا حکم دے دینا اس بات کو یقینی طور پر ظاہر کرتا ہے۔ کہ موجودہ حالات میں حکامِ ریاست احرار کے کام کو بالواسطہ طور پر اپنے مفید مطلب پاتے ہیں۔ کیونکہ وُہ اُس کی آڑ میں نہ صرف غریب مسلمانوں کو مظالم کا تختہ نہ بنا سکتے ہیں۔ بلکہ گورنمنٹ ہند کی ہمدردی بھی آسانی کے ساتھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس معاملہ میں ہم احرار کی نیت پر کوئی حملہ نہیں کرتے۔ مگر ریاست کی بدنیتی ظاہر ہے ؛

خاکسار شمس کاشمیری
برائے سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی -

اخبار احمدیہ

درخواست ہائے دعا

۱- احباب دُعا فرمائیں۔ کہ مجھے اللہ تعالےٰ اولادِ صالح نرینہ عطا فرمائے۔ روحانی ترقیات نصیب ہوں۔ ہر مخالف کی شرارتوں سے ہمیشہ محفوظ فرمائے اور تبلیغ احمدیت کی توفیق عطا ہو ؛ خاکسار عبدالغفور خاں احمدی کراچی

۲- میری دینی و دنیاوی ترقی کے لئے نیز روحانی و جسمانی صحت کے لئے احباب دعا فرمائیں خاکسار عبید اللہ۔ بقاپوری ؛

۳- احباب دُعا فرمائیں۔ کہ اللہ کریم خاکسار کو مستقل فرما دے۔ اور اپنے فضل سے روحانی و جسمانی ترقی عطا فرمائے۔ خاکسار غلام محمد اختر سٹاف وارڈن راولپنڈی ؛ ۴- میرے والد صاحب بعارضہ دمہ بیمار ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان کو صحت کامل عطا فرمائے خاکسار محمد صدیق احمدی۔ جلال پور جٹاں ؛

اعلان نکاح

چوہدری سردار خان صاحب کا نکاح مسماۃ حلیمن بنت منشی محمد خاں صاحب کے ساتھ (بمبلغ چار ہزار روپیہ مہر پر و نیز اس شرط پر کہ چوہدری سردار خان اپنے خسر کے ساتھ ہمیشہ رہیں گے) سید ارتضیٰ علی صاحب سکرٹری تعلیم و تربیت نے مورخہ ۲۹ جنوری ۱۹۳۲ء بروز جمعہ پڑھا۔ اللہ تعالےٰ جانبین کو رشتہ مبارک کرے۔ خاکسار خیر الدین احمد لکھنؤ ؛

ولادت

خدا تعالےٰ کے فضل اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعاؤں کی برکت سے ۳۱ جنوری کو خاکسار کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ احباب بچے کی درازیٔ عمر۔ نیک بخت اور خادم دین ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید کریم بخش۔ کلکتہ ؛

میر واعظ یوسف شاہ صاحب کی فتنہ انگیزیاں

سری نگر ۵۔ فروری۔ مسٹر نذیر احمد صاحب نے حسب ذیل برقی پیغام بنام الفضل ارسال کیا ہے ؛ میر واعظ یوسف شاہ صاحب نے سر سید کو کافر قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ مسلمانوں کے انگریزی تعلیم حاصل کرنے کی وجہ سے حقیقی مذہب دُنیا سے اٹھ گیا ہے۔ مسٹر ایس۔ ایم عبداللہ اور ان کے رفقاء کار سب تعلیم یافتہ ہیں۔ اور بعض نے سر سید کے دار العلوم میں تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ نے کشمیریوں کو نصیحت کی ہے۔ کہ انگریزی تعلیم حاصل نہ کریں۔ ایسی ذہنیت کا ایک معمولی ملا سر سید جیسی شخصیت کی اس طرح علانیہ توہین کرتا ہے۔ اور پھر مسلمانان کشمیر کا راہ نما ہونیکا بھی مدعی ہے۔ سوچنا چاہیئے۔ اسلامی سیاسیات کا کیا حشر ہوگا۔ مسلمانان ہند کو اس کے خلاف احتجاج کرنا چاہیئے ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۹۵ — قادیان دارالامان مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۲ء — جلد ۱۹

علاقہ میرپور میں ہندوؤں پر مظالم کی جھوٹی داستانیں

ایک انگریز نامہ نگار کی طرف سے پُرزور تردید

برطانوی ہند کے انارکسٹ اور کشمیر کے آئین پسند مسلمان

ہندوؤں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے متعلق جو غیر منصفانہ اور متعصبانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس کی نظیر شاید ہی دنیا میں کسی اور جگہ مل سکے۔ مسلمانوں سے معاملہ کرتے وقت اس قوم کو نہ خوفِ خدا رہتا ہے۔ اور نہ ہی دُنیا کی شرم۔ برطانوی ہند کے اندر کانگرس کا انارکسٹ گروہ پُرامن شہریوں اور غریب سرکاری ملازمین کی جان و مال کو نقصان پہونچانے کے لئے جو بزدلانہ اور انسانیت سوز کارروائیاں کر رہا ہے۔ وُہ ہندو اخبارات کے نزدیک بہترین ملکی و قومی خدمات ہیں جنہیں سرانجام دینے والے قومی ہیرو اور بہی خواہانِ وطن ہیں۔ اور ان کے خلاف حکومت کا آئینی اقدام سراسر ظالمانہ اور بہیمانہ فعل ہے۔ لیکن کشمیر کے بے کس و بے بس مسلمان ابتدائی انسانی حقوق کے لئے آئینی حدُود کے اندر رہتے ہُوئے جدوجہد کرنے کی وجہ سے ہندوؤں کے نزدیک باغی۔ شورش پسند اور امن کے دشمن ہیں۔ اور اس کی ذمہ وار ریاست کی "نرم پالیسی" ہے۔ حالانکہ ڈوگرہ حکومت نے اس وقت تک مسلمانوں پر جو خوفناک تشدد روا رکھا ہے۔ اس کی نظیر وحشی اور غیر متمدن حکومتوں میں بھی نہیں پائی جاتی ؂

میرپور میں مُسلمانوں پر مظالم اور ہندو اخبارات

علاقہ میرپور میں مسلمانوں پر جو آفت اور تباہی آئی ہے بجائے اس کے کہ ہندو اخبارات شرافت اور انسانیت کا پاس کرتے ہُوئے اس کے خلاف احتجاج کرتے۔ اور ڈوگرہ حکومت کو اس سے باز رکھنے کی کوشش کرتے۔ اُلٹا فتنہ انگیز انداز میں مبالغہ آمیز اور خلافِ واقعہ خبریں شائع کر کے برطانوی ہند کے ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف بغض و عناد کا اور زہر پیدا کر رہے ہے۔ اور ریاستی حکومت کو اس بات پر آمادہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو بالکل نیست و نابُود کر دیا جائے۔ برطانوی ہند میں جلسے منعقد کر کے بے حد اشتعال انگیز اور زہر آلود تقریروں کے ذریعہ فرقہ وارانہ فسادات پیدا کر رہے ہیں۔ اور لکھا یہ ہے کہ حکومت کے تمام آرڈی نَنس اور ہنگامی قوانین جہاں تک ان فتنہ انگیزی کی روک تھام کا تعلق ہے۔ معطل اور بے کار نظر آتے ہیں؂

ہندُو اور سکھ اتحاد

ہندوؤں نے اپنی فطری عیاری سے کام لیتے ہوئے اور سکھوں کی سادہ لوحی اور وحشت پسندی سے فائدہ اٹھا کر ہمیشہ کی طرح اس معاملہ میں بھی بعض سکھوں کو اپنے ساتھ شامل کر لیا ہے چنانچہ "ملاپ" (۵۔ فروری ۱۹۳۲ء) کا بیان ہے:۔

"ریاست جموں کے ہندوؤں اور سکھوں کی تباہی نے ہندوؤں اور سکھوں کو ایک دوسرے سے مل جانے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور لاہور میں ۲۔ فروری کے دن منگل کے شام کو لوگوں نے جو نظارہ دیکھا۔ وُہ غم اور خوشی کے آنسو ساتھ ساتھ بہانے والا تھا۔ کشمیر اور جموں کے ہندوؤں اور سکھوں کی تباہی کے حالات لوگوں کو رُلا رہے تھے۔ اور ہندوؤں اور سکھوں کا ملاپ لوگوں کے اندر مسرت کی لہر دوڑا رہا تھا۔ اس سے بڑھ کر خوشی یہ ہے کہ دونوں نے متحد ہو کر ریاستی ہندوؤں اور سکھوں کی مصیبت میں حصہ دار بننے کے لئے ایک مشترکہ کمیٹی بنائی ہے۔ جو بہت جلد اپنا کام شروع کر دے گی"

اس کمیٹی نے اپنے لئے جو پروگرام تجویز کیا ہے۔ اس کے متعلق "ملاپ" کا بیان ہے۔ کہ

"بغیر فوجی امداد کے نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے مہاراجہ جموں پر زور ڈالا جائے۔ کہ وُہ ریلیف کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں"

اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ اس ہندو سکھ متحدہ کمیٹی کے کام کی نوعیت کیا ہے۔ اور یہ کیا کرنا چاہتی ہے ؂

انتہائی اشتعال انگیز تقریریں

اس جلسہ میں جو اشتعال انگیز اور امن سوز تقریریں کی گئی ہیں۔ ان کے متعلق ہندو اخبارات کا کچھ بیان کرنا تو ان کی دیانتداری کے لئے سخت گراں تھا۔ اس لئے انھوں نے کوئی ذکر نہیں کیا۔ لیکن دوسرے ذرائع سے جو خبریں موصول ہُوئی ہیں۔ اُن سے پتہ چلتا ہے۔ کہ ان طالبانِ سوراجیہ اور آزادی کامل کے دعویداروں نے نہ صرف مسلمانانِ کشمیر بلکہ مسلمانانِ سرحد کے خلاف بھی اپنے غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہُوئے کہا۔

"گورنمنٹ برطانیہ سرحد پر جتنا ظلم کرے۔ اُتنا ہی کم ہے اگر گورنمنٹ برطانیہ عبدالغفار کی دو لاکھ فوج کو تشدد سے نہ دبائے تو اے ہندوؤ۔ اور سکھو تمہاری جانیں خطرہ میں پڑ جائیں گی۔ اور اے ہندوؤ۔ تمہاری چوٹیاں اور اے سکھو تمہارے سر کے بال سلامت نہیں رہ سکینگے ہمیں گورنمنٹ برطانیہ کا شکر گزار ہونا چاہیئے۔ کہ وُہ ہماری حفاظت کر رہی ہے"

ایک اور مقرر نے یوں گوہر افشانی کی:۔

"جس طرح مسلمان سپین میں تباہ ہوئے تھے۔ اور ایک بھی مسلمان باقی نہیں رہا تھا۔ اسی طرح ہندوستان میں بھی نیست و نابود کر دیئے جائیں گے"

مہاشہ خوشحال چند خورسند ایڈیٹر "ملاپ" نے ارشاد فرمایا:

"مہاراجہ کشمیر بُزدل ہے۔ اس لئے وُہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اسے مسلمانوں کی خوب خبر لینی چاہیئے۔ تاکہ مسلمان پھر کبھی سر نہ اُٹھا سکیں"

ایک انگریز نامہ نگار کا بیان

مسلمانوں کے خلاف یہ سب فتنہ انگیزی اور شور و شر جس بنا پر اب نئے سرے اور نئے جوش سے شروع کیا گیا ہے۔ اس کے متعلق ایک غیر قوم۔ غیر ملک اور بالکل غیر جانبدار نامہ نگار کی رائے بھی سُن لیجئے۔ جو اس نے میرپور وغیرہ علاقوں کی شورش کے متعلق اخبار "سٹیٹسمین" (۴۔ فروری) میں شائع کرائی ہے۔ یہ انگریز نامہ نگار لکھتا ہے:۔

برطانی ہند کے اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ ایک بہت بڑے مسلح ہجوم نے قصبہ میرپور کا محاصرہ کر لیا تھا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ میرپور کبھی ادنےٰ سے ادنےٰ خطرہ میں بھی نہیں پڑا۔ چہ جائیکہ اس کا کسی نے محاصرہ کیا ہو۔ لاہور کے ایک کانگرسی اخبار اور شائد دوسرے اخباروں نے بھی یہ خبر شائع کی ہے۔ کہ اس علاقہ میں سکھوں کے تیرہ گوردوارے جلا دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ صرف ایک مقام علی بیگ کے متعلق ہی اس قسم کی اطلاع سُننے میں آئی ہے اور اسی جگہ ایک ہندو کا گھر بھی جلایا گیا۔ یہ بھی مشہور کیا گیا ہے کہ تمام علاقہ کے ہندوؤں کو تباہ کر دیا گیا ہے۔ اور ان کی جائدادیں

جلا دی گئی ہیں۔ حالانکہ علی بیگ کے ان دو مکانوں کے سوا اور کوئی ایسا واقعہ ظہور میں نہیں آیا۔ یا ایک اور گاؤں میں ایک گھر جلا ہے۔ نیم سرکاری (ریاستی) رپورٹیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ پانچ پولیس کے آدمی جان سے مار دیئے گئے۔ اور ان کی لاشیں بھی غائب کر دی گئی ہیں۔ حالانکہ کوئی پولیس مین مفقود الخبر نہیں ٭

نامہ نگار مذکور نے ان مبالغہ آمیز خبروں کی بھی تردید کی ہے۔ جو ہندو اخبارات میں "باغیوں" کے لوگوں کو جان سے مار دینے کے متعلق شائع کی گئی ہیں ٭

اصل حقیقت

یہ ہے حقیقت اس خوفناک "بغاوت" کی۔ جو ہندوؤں کے قول کے مطابق علاقہ میرپور کے مسلمانوں نے برپا کر رکھی ہے۔ اور جس کے دوران میں ان کا بیان ہے۔ کہ سینکڑوں ہندو جان سے مارے گئے۔ اور ان کی تمام جائدادیں تلف کر دی گئی ہیں۔ ہندوؤں کے چند ایک مکانات کے نذر آتش ہونے کی ذمہ داری بھی مسلمانوں پر عائد کرنا قرین انصاف نہیں۔ کیونکہ ہندو ذہنیت سے یہ امر بعید نہیں۔ کہ محض اپنی اقلیت اور مسلمانوں کی اکثریت کے مفروضہ خوف سے اس بزدل قوم سے تعلق رکھنے والے چند افراد اپنی قیمتی اشیاء اور ضروری سامان نکال کر مکانات کو نذر آتش کر کے بھاگ گئے ہوں ٭

برطانوی علاقہ میں فتنہ انگیزی

بہرحال جو بھی صورت ہو۔ اس میں شک نہیں۔ کہ ہندو اخبارات رائی کا پہاڑ بنا کر برطانوی ہند کے امن وامان میں فتنہ وفساد کی چنگاری پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور نہ صرف ریاست کے متعلق جھوٹی اور بے بنیاد خبریں نہایت مبالغہ آمیز رنگ میں شائع کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ بھی لکھ رہے ہیں۔ کہ ریاست کی سرحد کے قریب قریب علاقہ پنجاب کے جو دیہات ہیں۔ ان میں رہنے والے ہندوؤں اور سکھوں کو لوٹنے اور قتل وغارت کرنے کا سلسلہ جاری ہو چکا ہے۔ چنانچہ اس فتنہ انگیزی کے خطرات محسوس کرتے ہوئے حکومت پنجاب کے محکمہ اطلاعات نے ایک اعلان شائع کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے:-

"۳ر فروری کے ٹریبیون میں "فری پریس" کی ایک اطلاع شائع ہوئی ہے۔ کہ بھاگ نگر۔ کھٹریلا۔ پنڈ عزیز۔ پنڈی جابر وال (ضلع گجرات) میں لوٹ مار کی افواہیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اگر واقعی ایسی افواہیں پھیلی ہوئی ہیں۔ تو وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔ برطانوی علاقہ کے کسی ایک گاؤں میں بھی لوٹ مار کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا"!

یہ گورنمنٹ پنجاب کا اعلان ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ ہندوؤں کے ذرائع معلومات حکومت سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے۔ پس ہندو جو کچھ ظاہر کر رہے ہیں۔ وہ سراسر دھوکہ اور فریب ہے۔ اور اس کی غرض ملک میں فتنہ انگیزی ہے۔

ان حالات میں ہم حکومت سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔ کہ کیا اس کی مشینری اسی وقت حرکت میں آئے گی۔ جب فرقہ وار فسادات شروع ہو جائیں گے۔ جو ہندو ریاستی علاقہ سے پنجاب میں آ رہے ہیں۔ وہ نہایت رنگ آمیزی سے مفروضہ مظالم کی داستانیں بیان کرتے ہیں۔ اور ان کا یہ رویہ امن کے لئے سخت خطرناک ہے۔ حکومت پنجاب کو تو ایسے فتنہ انگیز لوگوں کی روک تھام کا انتظام کرنا چاہیئے۔ جس کی بہترین صورت یہی ہے۔ کہ انہیں برطانوی علاقہ میں داخل ہونے سے روک دیا جائے۔ اور ریاست کا یہ فرض ہے کہ مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں نے جو مبالغہ آمیز خبریں اور بے بنیاد افواہیں پھیلانے کا کام شروع کیا ہوا ہے۔ اسے بند کرا دے۔

اس میں شبہ نہیں۔ کہ ہندوؤں کا یہ طریق عمل مسلمانوں کے لئے بہت ہی نقصان رساں اور تکلیف دہ ہے۔ لیکن اس میں بھی کلام نہیں۔ کہ اس قسم کی افواہیں ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک کے ہندوؤں اور سکھوں کو بھی آرام واطمینان کا سانس نہیں لینے دے سکتیں۔ اور یہ خیالی نہیں۔ بلکہ یقینی بات ہے۔ کہ بیسیوں مقامات کے ہندو محض اس قسم کی افواہوں سے متاثر ہو کر اٹھ دوڑے۔ اور افراتفری میں اپنا مال واسباب تباہ کر لیا۔ اگر یہ سلسلہ جاری رہا۔ تو ریاست میں امن واطمینان قائم ہونا بالکل ناممکن ہوگا۔ پس ریاست کو چاہیئے۔ کہ جلد سے جلد ادھر متوجہ ہو ٭

ضلع میرپور میں انگریزی انتظام

مہاراجہ صاحب جموں وکشمیر نے سری نگر سے جموں آ جانے پر چونکہ یہ امر اپنی شان کے خلاف سمجھا۔ کہ انگریزی فوجیں علاقہ جموں میں قیام امن کا انتظام کریں۔ اس لئے حکومت ہند نے اپنی فوجیں واپس بلا لیں۔ اور ساری ذمہ داری مہاراجہ صاحب پر ڈال دی اس پر خود ریاست اور باہر کے مسلمانوں نے صدائے احتجاج بلند کی۔ اور سالہا تجربہ کی بناء پر صاف صاف کہدیا۔ کہ ریاست کے موجودہ حکام قیام امن اور انتظام ملک کے قطعاً ناقابل ہیں۔ وہ سختی اور تشدد سے مسلمانوں کا منہ بند کرنا چاہتے ہیں۔ مگر اس طرح مسلمان کبھی خاموش نہیں ہو سکتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ریاست میں پہلے سے زیادہ بدامنی اور فتنہ وفساد شروع ہو جائیگا ٭

حکومت ہند نے یہ سب کچھ جانتے ہوئے محض مہاراجہ صاحب کی خاطر اپنی افواج واپس بلا لیں۔ آخر وہی ہوا جس کا خطرہ تھا۔ کہ ریاست کے وسیع رقبہ میں بدامنی پھیل گئی۔ مسلمان حسب سابق گولیوں کا نشانہ بنائے گئے۔ قید وبند کی مصیبتوں میں ڈالے گئے۔ اور اب ریاست نے قیام امن سے عاجز آ کر حکومت سے درخواست کی ہے۔ کہ ضلع میرپور کا انتظام اپنے قبضہ میں کرلے۔ چنانچہ "سٹیٹسمین" کا بیان ہے۔ کہ دربار کشمیر کی درخواست پر ضلع میرپور کے وسیع رقبہ کا انتظام سردست انگریزی افسران حکومت کریں گے۔ اور شملہ کے ڈپٹی کمشنر اس ضلع کے انچارج بنائے گئے ہیں ٭

کاش اب بھی مہاراجہ صاحب کشمیر مظلوم مسلمانوں کی دادرسی کی طرف متوجہ ہوں ٭

ہندو بیوگان کے حق وراثت کا مسودہ قانون

اور

حکومت ہند

ہندو دھرم نے اپنے پیروؤں پر جو نقصان رساں اور تکلیف دہ پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ ان کا ازالہ تعلیم یافتہ ہندو موجودہ حکومت سے قوانین نافذ کرا کر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں خاوند کی جائداد میں بیوہ کے حصہ کے متعلق مجلس وضع آئین میں ایک ممبر ہربلاس سارڈا نے جن کا بچپن کی شادی کے خلاف مسودہ قانون کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ مسودہ پیش کیا ہے۔ اور ان کی کوشش یہ ہے۔ کہ بیواؤں کو جس حق سے ہندو دھرم نے محروم کر کے سخت دکھ اور مصیبت میں ڈال رکھا ہے وہ حکومت ہند اپنے قانون کے ذریعہ قائم کر دے ٭

اس کے متعلق ہمیں یہ معلوم کر کے بے حد افسوس ہوا۔ کہ اسمبلی کے اکثر ممبروں نے اس کی مخالفت کی۔ اور مسودہ کو مجلس منتخبہ کے سپرد کرنے کی تحریک ۲۵ آراء کے مقابلہ میں ۵۵ آراء سے مسترد ہو گئی ٭

اس سے بھی بڑھ کر افسوسناک بات یہ ہے۔ کہ ممبر قانون نے حکومت کی طرف سے اس مسودہ کی مخالفت کی:۔

اگرچہ اسمبلی کے ممبروں کی اکثریت کا رویہ ظاہر کرتا ہے کہ ہندوؤں کا کثیر حصہ ابھی تک بیواؤں کی دردناک۔ اور روح فرسا مصائب کی کوئی پرواہ نہیں رکھتا۔ اور ان کا حق دینے کے لئے تیار نہیں۔ اس صورت میں حکومت کے متعلق یہ لوگ شور مچا سکتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے دھارمک اور مذہبی امور میں کیوں دخل دیتی ہے۔ لیکن جو حکومت تھوڑا ہی عرصہ قبل بچپن کی شادی کے خلاف قانون منظور کر چکی ہے۔ حالانکہ اسے بھی قدیم خیالات کے ہندو اپنے مذہب میں مداخلت سمجھتے ہیں۔ اس کے لئے بیواؤں کے حصہ کے متعلق قانون کی حمایت کرنا کوئی نئی بات نہ ہوتی۔ اور اس طرح ہندوستان کے ایک مصیبت زدہ اور نہایت ہی قابل رحم طبقہ کو زندگی کے دن عزت وآبرو کے ساتھ گزارنے کا موقعہ مل جاتا ٭

ایک عرصہ سے نئی روشنی کے ہندو لیڈر بیواؤں کے متعلق یہ ڈھارس بندھا رہے تھے۔ کہ قانون کے ذریعہ ان کی دادرسی کرائیں گے۔ لیکن اب جبکہ اس میں بھی...

[illegible]

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور مدرسہ احمدیہ کے قیام کی اغراض

احمدی طلباء کو دنیا کے فتح کرنے کی تیاری کرنی چاہئیے

۲۳ جنوری کو تعلیم الاسلام ہائی سکول کی طرف سے مولانا جلال الدین صاحب شمس کے اعزاز میں جو دعوت طعام دی گئی اس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حسب ذیل تقریر فرمائی۔ (ایڈیٹر)

آج میری طبیعت اس قدر خراب تھی۔ کہ ڈاکٹر صاحب نے بستر میں رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر چونکہ میں اس دعوت میں شریک ہونے کا وعدہ کر چکا تھا۔ اس لئے میں نے مناسب سمجھا۔ کہ شامل ہو جاؤں ہمارا سکول در اصل

ایک عظیم الشان ضرورت

کو پورا کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ ظاہری اور دنیوی تعلیم کے لئے دنیا میں اور بہت سے سکول ہیں۔ اس سکول میں کئی طالب علم ایسے ہیں۔ جو لاہور امرتسر۔ بلکہ بعض بمبئی۔ کلکتہ وغیرہ مقامات سے آئے ہوئے ہیں لور

ظاہری تعلیم کا انتظام

ان کے شہروں میں قادیان کی نسبت بہت اچھا ہے۔ پس جب قادیان کے سکول کو بورڈنگ سکول بنایا گیا ہے۔ تو اس کی ضرور کوئی خاص وجہ ہوگی۔ مولوی جلال الدین صاحب نے اپنی تقریر میں دونوں مدرسوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا ہے۔ کہ مدرسہ احمدیہ کی غرض دینیات سے طلباء کو واقف کرنا ہے لور ہائی سکول کی غرض یہ ہے کہ طلباء دنیوی علوم بھی حاصل کر سکیں۔ میں اسی امر کو

کسی قدر اصلاح کے ساتھ

ان طلباء کے فائدہ کے لئے جو اس وقت یہاں موجود ہیں۔ بیان کرنا چاہتا ہوں۔

دنیا میں اس وقت علماء کی کمی نہیں۔ اور علم سے مراد اگر وہ کتابیں اور کورس ہیں۔ جو احمدیہ سکول میں پڑھائے جاتے ہیں۔ تو یہ بات دنیا میں لور بھی بہت سے مقامات پر حاصل ہو سکتی ہے اور اسی طرح ظاہری علوم کے لئے ہمارے اس ہائی سکول سے زیادہ بہتر انتظام دوسرے مقامات پر موجود ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمارے سکولوں کی غرض یہ نہیں۔ کہ طلباء مدرسہ احمدیہ سے دینی اور ہائی سکول سے دنیوی تعلیم حاصل کر کے نکلیں۔ بلکہ

ایک زائد چیز

ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ معلوم کیا۔ کہ عموماً دنیا میں عالم اسے کہا جاتا ہے۔ جو چند کتابیں طوطے کی طرح رٹ لے۔ اور ان کے ماتحت اپنی تمام زندگی ایک غلام کی طرح بسر کر دے۔ اسی طرح ظاہری علوم والے بھی دنیا میں موجود ہیں لیکن اس کے یہ معنی سمجھے جاتے ہیں۔ کہ

باطنی اور روحانی تعلیم

کی ضرورت نہیں۔ گویا ایک طرف تو دینی علوم حاصل کرنے والے ہیں جو اپنے آپ کو خدا کی دی ہوئی عقل اور اس کے فعل کے مطالعہ سے مستغنی سمجھتے ہیں۔ اور دوسری طرف دنیوی علوم حاصل کرنے والے ہیں جو روحانیت کے مطالعہ سے بے نیاز ہیں۔ حالانکہ یہی وہ دو چیزیں ہیں۔ جن کے

مجموعہ کا نام انسان

ہے۔ اس طرح انسانیت دو قسم کے لوگوں میں تقسیم ہو گئی تھی۔ اس کے دونوں حصے دنیا میں موجود تھے۔ لیکن ایک ایک فریق کے پاس اور دوسرا دوسرے کے۔ حالانکہ

اللہ تعالیٰ کا منشاء

یہ تھا۔ کہ دونوں چیزیں دنیا کے ہر فرد کے اندر اکٹھی موجود ہوں۔ ایک انسان کے لئے دو آنکھیں ضروری ہیں۔ لیکن اگر دو کی ایک ایک آنکھ ہو۔ تو دو مل کر دو آنکھوں والا انسان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ دونوں کانے ہوں گے۔ اسی طرح اگر ایک شخص کے ہاتھ نہ ہوں۔ اور دوسرے کے پاؤں نہ ہوں۔ تو دونوں ملکر

ایک کامل انسان

نہیں بن سکتے۔ بلکہ دونوں ناقص انسان ہوں گے۔ اور ان کی موجودگی میں بھی دنیا کو دو کامل وجودوں کی احتیاج رہے گی۔ یا ایک شخص کا بایاں ہاتھ ہو۔ اور دوسرے کا دایاں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ کامل انسان میں دونوں ہاتھوں کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح

ہر فرد تب مکمل

ہو سکتا ہے۔ جب وہ اپنی ذات میں

روحانی و جسمانی علوم کا جامع

ہو۔ ایک طرف خدا کے قول سے اور دوسری طرف اس کے فعل سے واقف ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر دنیا کو بتایا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کا قول و فعل ایک ہی ہیں یعنی

سائنس و مذہب

میں کوئی تضاد نہیں۔ سائنس خدا کے فعل کا نام ہے۔ اور الہام اس کے قول کا۔ اگر خدا ایک ہے۔ تو اس کا قول اور فعل بھی ایک ہونا چاہیئے۔ اور اگر ان دونوں میں تضاد ہو۔ تو ان میں سے ایک ضرور جھوٹ ہوگا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی غرض کو مدنظر رکھکر ان سکولوں کو قائم کیا تھا۔ ہائی سکول کی غرض یہ تھی۔ کہ جماعت کے بچے دنیوی تعلیم کے علاوہ

مذہبی علوم سے بھی واقفیت

حاصل کریں۔ اور انہیں روحانیت سے مس پیدا ہو سکے۔ اور احمدیہ سکول کی غرض یہ تھی۔ کہ ایسے علماء پیدا ہوں۔ جو

لکیر کے فقیر

نہ ہوں۔ اور الفاظ کے پیچ میں خدا کے فعل کو نہ بھول جائیں۔ اور جب تک ان سکولوں میں پڑھنے والے طلباء میں یہ باتیں موجود نہ ہوں۔ ان کی وہ اغراض پوری نہیں ہو سکتیں۔ جو ان کے بناتے وقت مدنظر تھیں۔ اور جب اغراض پوری نہ ہوں۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ ان کو بند کر دیا جائے۔ پس اس وقت مدرسہ احمدیہ کے طلباء تو یہاں موجود نہیں۔ ہائی کے ہیں۔ جنکو میں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کا یہاں آنا اس غرض سے ہے کہ دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ

مذہبی اور دینی علوم

بھی سیکھیں۔ یہ خیال کرنا جہالت ہے۔ کہ دنیوی علوم دینیات کے راستہ میں روک ہیں۔ جس کے راستہ میں دنیوی علوم حائل ہوں۔ وہ دین ہی نہیں ہو سکتا۔ پس اس سکول کے طالب علم دینی علوم کو بھی ساتھ ساتھ ترقی دینے کی کوشش کرتے رہیں۔

دینی ترقی کے لئے

یہاں ایک اور بھی موقعہ ہے۔ جو باہر حاصل نہیں ہو سکتا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ دنیا میں دلیل ایک حد تک ہی فائدہ دے سکتی ہے۔ دلیل یقین نہیں صرف شک پیدا کر سکتی ہے اور انسان اس چیز کے متعلق کبھی اچھا اور کبھی برا خیال کرنے لگ جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص خدا کا قائل ہے۔ اب اگر اس کے خلاف اسے دلائل دیئے جائیں۔ تو نتیجہ یہ ہوگا۔ وہ شبہ میں پڑ جائیگا۔ کہ شاید خدا نہ ہی ہو۔ یا ایک دہریہ کے سامنے ہستی باری تعالےٰ کے دلائل پیش کئے جائیں۔ تو اسکو شبہ پیدا ہو جائے۔ کہ خدا ہے۔ یا زیادہ سے زیادہ وہ کہیگا کہ ہم یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ خدا نہیں۔ یا یہ کہ غالب گمان ہے خدا ہے۔ یا یہ کہ کوئی خدا ہونا چاہیئے لیکن یہ سارے

شکوک کے مقام

ہیں۔ کیونکہ ہونا چاہیئے کے بھی یہ معنی نہیں۔ کہ ضرور ہو۔ ایک چیز کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ مگر وہ نہیں ہوتی۔ تو میرا مقصد یہ ہے۔ کہ دلائل شک پیدا کر سکتے ہیں۔ یقین نہیں۔ یقین صرف مشاہدہ سے ہی پیدا ہوتا ہے

اگرچہ بعض اوقات اس میں بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ مگر عام طور پر اس کے اندر اتنا ثبوت ہوتا ہے کہ انسان قطعی فیصلہ کر سکتا ہے۔ ایک شخص ہے اسے ہم آنکھ سے دیکھتے ہیں۔ اب اگر دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ وہ نہیں۔ تو ہم اسے وہم کہیں گے کیونکہ آنکھ کہہ رہی ہے کہ وہ موجود ہے۔ اگرچہ بعض دفعہ ایسی بیماری بھی ہو جاتی ہے کہ انسان ایک چیز کو دیکھتا ہے مگر وہ نہیں ہوتی۔ مگر وہ علیحدہ صورت ہے۔

پس

دلائل سے زیادہ

جو چیز قادیان میں حاصل ہو سکتی ہے۔

وہ مشاہدہ ہے

اس مقام پر اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مامور کو مبعوث کیا اور اس کی صداقت کے لئے یہاں کئی مشاہدات موجود ہیں وہ لوگ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ یاد ہے۔ ان کے کانوں میں یہ آواز اب تک گونج رہی ہوگی۔ کہ حضور بارہا فرماتے۔ اس میں تو شبہ ہو سکتا ہے کہ سورج ہے یا نہیں مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ کہ

خدا تعالیٰ بولتا ہے

اور حضور کے فیض روحانی سے ہزاروں ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے خود اس کا مشاہدہ کیا۔ اپنی ذات میں اس کی قدرت کو دیکھا۔ اور اس کے کلام کو سنا۔ یورپ میں کئی لوگوں نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ یہ کس طرح مانا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

الفاظ میں الہام

کرتا ہے۔ میں ان کو یہی جواب دیتا۔ کہ نفی کے مدعی تم ہو۔ مثبت والا تو دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں چیز میرے پاس ہے۔ تمہارا دعویٰ تو اس وجہ سے ہے کہ تمہارے پاس دلیل نہیں مگر میرے کانوں نے جب خود خدا تعالےٰ کے الفاظ سنے ہیں۔ تو میں کیونکر اس میں شک کر سکتا ہوں۔

تو میرا منشا یہ ہے کہ جب ہم ایک بات کو مشاہدہ کر لیتے ہیں۔ تو اس کے مقابلہ میں

تمام دنیا کے دلائل ہیچ

ہو جاتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ ساری دنیا کا مشاہدہ اس کے خلاف ہو۔ مثلاً ایک چیز کو ساری دنیا کڑوا سمجھتی ہے۔ اب اگر ایک شخص کہے۔ کہ میں نے چکھ کر دیکھا ہے یہ میٹھی ہے۔ تو اس کا مشاہدہ غلط سمجھا جائیگا۔ لیکن

خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہونیکے مشاہدات

اس کثرت سے ہیں۔ کہ ان کا انکار نہیں ہو سکتا۔ حضرت ابراہیم حضرت نوح۔ حضرت موسیٰ۔ حضرت عیسیٰ۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب اس امر کا مشاہدہ کرتے آئے ہیں۔ اور اب ہمارے زمانہ میں بھی ایک شخص نے اس کی آواز کو سنا۔ ہم نے اسکی بیعت کی۔ اور اس طرح ہزاروں انسانوں نے خود اس آواز کو سنا۔ اب اگر ساری دنیا بھی کہے۔ کہ خدا ہم کلام نہیں ہو سکتا۔ تو ہم کہیں گے۔ سب پاگل ہیں۔ کیونکہ جو کہتے ہیں۔

ہمارے مشاہدہ کے خلاف

کہ رہے ہیں۔ اور یہ وہ چیز ہے جو باہر کسی اور جگہ حاصل نہیں ہو سکتی۔ اور یہی ایک ایسی دلیل ہے جس میں کسی قسم کا شک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ انسان دلائل سے غالب نہیں آ سکتا۔ بلکہ

یقین سے غالب

آتا ہے۔ جو قادیان میں پیدا ہوتا ہے۔ میں جب شام میں گیا تو وہاں کے ایک مشہور عالم عبد القادر جو بلاد عربیہ میں اچھی شہرت رکھتے ہیں۔ ملنے کے لئے آئے۔ انہیں زبان عربی پر اس قدر عبور کا دعویٰ ہے کہ اپنے آپ کو عربی زبان کا مجدد سمجھتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا۔ مذہبی تحقیقات ہر شخص کا فرض ہے انہوں نے جواب میں کہا۔ کہ میں آپ لوگوں کی

خدمات کا معترف

ہوں۔ لیکن مرزا صاحب کی کتابیں غلطیوں سے پر ہیں۔ ان سے عیسائیوں پر تو رعب ڈالا جا سکتا ہے۔ لیکن مسلمانوں پر نہیں ان میں مرزا صاحب سے زیادہ جید عالم موجود ہیں۔ آپ اپنی توجہ یورپ کی طرف ہی رکھیے۔ یہاں آپ کو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ میں نے جواب میں کہا۔ کہ آپ نے یہ اتنا بڑی دعویٰ کر دیا ہے۔ جس کے لئے آپ کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ اول تو یہ ہے کہ ظاہری طور پر آپ غلطیاں پیش کریں۔ اور دوسری بات جو آپ نے کہی ہے اس کے متعلق یاد رکھیئے کہ میں یہاں سے جاتے ہی مبلغ بھیجوں گا۔ اور نہیں چھوڑوں گا جب تک اس علاقہ میں جماعتیں قائم نہ ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے واپس آتے ہی مبلغ بھیجا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے

فلسطین و شام میں جماعتیں

قائم ہو گئیں۔ اور اسی عبد القادر نے لاچار ہو کر دوسری احمدیوں سے دلائل منگوا کر ہمارا مقابلہ کرنے کی کوشش کی۔ اور یہ بہر حال احمدیوں کا ہی پس خوردہ تھا۔ تو یہ کیا چیز تھی۔ جس نے عبد القادر کے سامنے مجھ سے اتنا بڑا دعویٰ کرا دیا۔ یہ وہی

مشاہدہ والا یقین

تھا۔ جو قادیان میں ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہاں کے در و دیوار اور ہر ایک اینٹ نشان ہے۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ یہاں احمدیوں کو مسجدوں میں نہیں جانے دیا جاتا تھا۔

مسجد کا دروازہ بند

کر دیا گیا چوک میں کیلے گاڑ دئے گئے۔ تا نماز پڑھنے کے لئے جانے والے گریں۔ اور کنوئیں سے پانی نہیں بھرنے دیا جاتا تھا۔ بلکہ یہاں تک سختی کی جاتی تھی۔ کہ کمہاروں کو ممانعت کر دی گئی تھی۔ کہ احمدیوں کو برتن بھی نہ دیں۔ ایک زمانہ میں یہ ساری مشکلات تھیں۔ مگر اب وہ لوگ کہاں ہیں۔ ان کی اولادیں احمدی ہو گئی ہیں۔ اور وہی لوگ جنہوں نے

احمدیت کو مٹانے کی کوشش

کی۔ انکی اولادیں اسے پھیلانے میں مصروف ہیں۔ غرضیکہ یہاں کی

ایک ایک چیز خدا تعالیٰ کا نشان

ہے یہی مدرسہ جس جگہ واقع ہے یہاں پرانی روایات کے مطابق جن رہا کرتے تھے۔ اور کوئی شخص دوپہر کے وقت بھی اس راستہ سے اکیلا نہ گزر سکتا تھا۔ اب دیکھو وہ جن کس طرح بھاگے ہیں یہاں کی ایک ایک اینٹ اللہ تعالیٰ کا نشان ہے۔ اور اس کی تاریخ معلوم کر کے پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام کس طرح پورا ہوا۔ مجھے یاد ہے۔ اسی میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک رویاء سنایا تھا۔ کہ

قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے

اور مشرق کی طرف بھی بہت دور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے۔ اور وہ بھی بہت تنگدست۔ باقی سب بطور مہمان آتے تھے۔ لیکن اب دیکھو۔ خدا تعالیٰ نے کس قدر ترقی اسے دی ہے۔

پس اپنے دنوں سے فائدہ اٹھاؤ۔ کیونکہ بڑے ہو کر تم پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہونے والی ہے۔ تم نے

دنیا کو فتح

کرنا ہے۔ اپنے متعلق یہ خیال مت کرو۔ کہ تم بچے ہو یا کمزور ہو۔ مال میں یا علم میں دوسروں سے پیچھے ہو۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے تمہارے سپرد ایک کام کیا ہے۔ اور جسے وہ کام سپرد کرتا ہے۔ اسے طاقتیں بھی خود ہی دیدیتا ہے۔ پس اپنی تمام کمزوریوں اور نقائص کے باوجود یاد رکھو۔ کہ خدا تعالیٰ نے تم سے کام لینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور تمہارا فرض قرار دیدیا ہے کہ

اسلام کو دنیا میں غالب

کرو۔ اس وقت اسلام اگرچہ کمزور ہے مگر تم جو ایک معمولی سے گاؤں کے سکول میں پڑھنے والے اور ایک معمولی حیثیت کے گاؤں میں رہنے والے ہو۔ غریب والدین کے بچے ہو۔ ادنیٰ درجہ کے بورڈنگ میں اقامت رکھتے ہو۔ یاد رکھو۔ کہ تمہارے ذمہ خدا تعالیٰ نے

عظیم الشان کام

لگایا ہے۔ اور جب وہ کسی کے ذمہ کوئی کام لگاتا ہے۔ تو اسے پورا کرنے کی توفیق خود ہی عطا فرما دیتا ہے۔ پس یہ خیال مت کرو۔ کہ تم میں اہلیت نہیں ہے اور ضرور ہے۔ اور اگر اس ارادہ کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ۔ تو روزانہ ایسے سامان پیدا ہو جائیں گے جو تمہیں غالب کر دیں۔ تمہارے ماں باپ تمہیں بتا سکیں گے۔ کہ احمدیت ابتدا میں کیسی کمزور تھی۔ حتیٰ کہ ۱۹۱۴ء میں جب خلافت میرے سپرد ہوئی۔ تو

خزانہ میں صرف چند آنے

تھے۔ اور کئی ہزار قرضہ تھا۔ اور جماعت میں مخالفین کے قول کے مطابق تو ننانوے فی صدی خلاف تھے لیکن نوے تو بہرحال تھے۔ لیکن باوجود ان حالات کے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس قدر ترقی دی۔ کہ اس وقت ایک بھی مبلغ باہر نہ تھا۔ مگر آج

ساری دنیا میں

ہمارے مبلغ ہیں۔ اور کوئی براعظم ایسا نہیں۔ جہاں احمدی مبلغ نہ پہنچ چکے ہوں۔ انگلستان۔ امریکہ۔ جاوا۔ سماٹرا۔ افریقہ۔ گولڈ کوسٹ نائیجیریا۔ ٹرینیڈاڈ۔ آسٹریلیا وغیرہ۔ ہر جگہ ہمارے مشن قائم ہو چکے ہیں۔ اور یہ سب کچھ

۱۷ سال کے قلیل عرصہ میں

ہوا۔ آج سے ستر سال قبل اس مدرسہ کی طرف اشارہ کر کے کسی نے کہا تھا۔ کہ جماعت نے ایک بچہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اس لئے تھوڑے ہی عرصہ میں

اس سکول پر عیسائیوں کا قبضہ

ہو جائے گا لیکن آج یہ حالت ہے۔ کہ اس میں پڑھنے والے عیسائیوں کو مسلمان بنا رہے ہیں۔ اور عیسائیت کو کچلنے والے اس سکول سے پیدا ہو رہے ہیں۔ پس میں

طلباء کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ تم سے پہلوں نے جو کام کیا۔ تم اس سے بہتر کر سکتے ہو۔ کیونکہ ان کا علم اور تجربہ بھی تمہاری رہنمائی کے لئے موجود ہے۔ اور اس وجہ سے جو کچھ انہوں نے کیا۔ تم وہ

زیادہ سہولت اور آسانی

کے ساتھ کر سکتے ہو۔ اس لئے اپنی ہمتوں کو بڑھاؤ۔ ارادوں کو بلند کرو۔ اور ہمیشہ اس مقصد کو سامنے رکھو۔ تم بے شک کھیلو۔ کودو کیونکہ اس کے بغیر بھی تم مجرم ہوگے۔ مگر اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھو۔ ایک دن ایسا آنے والا ہے۔ جب

دنیا کو فتح

کرنے کا کام تمہارے سپرد ہو گا۔ اور اس کے لئے تمہیں تیار رہنا چاہیئے۔

تمدن اسلام

مسئلہ طلاق

طلاق کی تاریخ

وہ اسلامی مسائل جن پر نادان لوگ اپنی کم فہمی و جہالت یا تعصب اور ضد کی وجہ سے اعتراضات کرتے رہتے ہیں۔ انہیں سے ایک مسئلہ طلاق بھی ہے وہ سمجھتے ہیں۔ اسلام نے طلاق کی اجازت دیکر انسانی تمدن میں ایک خطرناک نقص پیدا کر دیا ہے۔ حالانکہ اگر تاریخ اقوام پر غور کیا جائے۔ تو طلاق کی ضرورت کو دنیا کی سب اقوام نے تسلیم کیا ہے۔ اور دنیا میں جب سے سلسلہ مناکحت جاری ہے۔ اسی وقت سے طلاق کا بھی ثبوت ملتا ہے۔ ہاں یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ اسلام سے قبل اس کا طریق سخت ناقص اور قابل اصلاح تھا۔ اور اسلام نے جہاں تمدن انسانی کے بعض دیگر اہم اصول میں نہایت مفید اور قابل قدر اصلاحات کیں۔ وہاں طلاق کے مسئلہ کو بھی نقائص اور عیوب سے پاک و صاف کر دیا۔ قبل اس کے کہ اس بارہ میں اسلام کی تعلیم پیش کی جائے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ طلاق کے متعلق مختلف اقوام کے نظریات۔ مذہبی تعلیمات اور گزشتہ و موجودہ قوانین کو درج کر دیا جائے۔ تا ناظرین کرام کی معلومات میں اضافہ ہونے کے علاوہ وہ موازنہ سے اسلامی تعلیم کی فضیلت کو بھی بآسانی سمجھ سکیں۔

یہودیوں میں طلاق

موسوی شریعت میں طلاق کے جواز کا ثبوت پایا جاتا ہے چنانچہ استثناء باب ۲۴ آیت ۱ میں مرقوم ہے۔ کہ

"اگر کوئی مرد کوئی عورت بیاہے اس سے بیاہ کرے۔ اور بعد اس کے ایسا ہو۔ کہ وہ اسکی نگاہ میں عزیز نہ ہو اس سبب سے کہ اس میں کوئی پلید بات پائی تو وہ اس کا طلاق نامہ لکھ کر اسکے ہاتھ دے۔ اور اسے اپنے گھر سے باہر کرے"۔

اس آیت میں عورت کو محض "پلید بات" پر طلاق دینے کا حق دیا گیا ہے۔ اور پلید بات کے معنوں میں ہمیشہ یہودیوں میں اختلاف رہا ہے۔ انکے بعض فرقے معمولی اخلاقی کمزوریوں کو بھی طلاق کے لئے کافی وجہ خیال کرتے ہیں۔ لیکن عورت کو طلاق حاصل کرنے کا کوئی حق شریعت موسوی نے نہیں دیا۔

رومیوں میں طلاق

رومی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ روم کے مہذب اور شائستہ لوگ بھی ضرورت طلاق کے قائل تھے۔ اگرچہ وہ بھی اسے غلط رنگ میں استعمال کرتے تھے۔ ابتداء میں ان کے ہاں یہ رواج تھا۔ کہ عورت مرد کی مقبوضہ چیز سمجھی جاتی تھی۔ جسے وہ جب اور جیسے بھی چاہتا۔ الگ کر دیتا۔ لیکن بعد میں اس کے متعلق قانون مرتب کر دیا گیا۔ جس کے رو سے طلاقنامہ تحریر کر کے اس پر سات گواہوں کی شہادت کا ہونا لازمی ہو گیا۔ اور پھر مرد کے ساتھ عورت کو بھی خاص حالات میں طلاق حاصل کرنے کی اجازت دیدی گئی۔

عیسائی مذہب میں طلاق

عیسائی مذہب کے بانی نے طلاق کے متعلق جو تعلیم دی ہے۔ وہ ایسے مختصر الفاظ میں ہے۔ کہ اختصار کی وجہ سے اس کے معنوں میں سخت اختلافات اور طرح طرح کی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ متی باب ۵ آیت ۳۲ میں یہ الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔

"یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اسے طلاقنامہ لکھ دے۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ جو کوئی اپنی جورو کو زنا کے سوا کسی اور سبب سے چھوڑ دیوے اس سے زنا کرواتا ہے۔ اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرے۔ زنا کرتا ہے"

زنا کے مفہوم میں اختلاف

ان الفاظ میں صرف زنا کی صورت میں طلاق جائز رکھی گئی ہے مگر چونکہ پوری صراحت اور وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لئے عیسائیوں کے ہی مختلف فرقوں میں اس کے مفہوم کے متعلق سخت اختلاف ہے۔ رومن کیتھولک عیسائی جو قریباً عیسائی دنیا کا نصف ہیں۔ وہ اس کے معنے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس زنا سے مراد وہ زنا ہے جو شادی سے قبل کیا جائے۔ اور بوقت نکاح مرد سے اس کا اخفاء رکھا جائے۔ ورنہ شادی کے بعد کا زنا وجہ طلاق نہیں ہو سکتا۔ اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ معاہدہ نکاح ناقابل فسخ ہے۔ اور اس کے قرار پانے کے بعد خواہ کچھ بھی ہو۔ اس پر اس کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر معاہدہ نکاح سے قبل عورت زنا کا ارتکاب کر چکی ہو۔ تو اس صورت میں یہی کہا جائیگا۔ کہ معاہدہ ہوا ہی نہیں۔ اور نہ نکاح واقع ہوا ہے۔

پراٹسٹنٹ اور زنا کا مفہوم

لیکن پراٹسٹنٹ عیسائی یہ مانتے ہیں۔ کہ ان الفاظ میں زنا بعد از نکاح بھی شامل ہے۔ اور شادی کے بعد زنا کا ارتکاب کرنیوالی عورت کو بھی طلاق دی جا سکتی ہے۔ پھر عیسائیوں میں ہی ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو زنا کے اس لفظ سے صرف زنا ہی نہیں بلکہ ہر ایسا اخلاقی نقص جو مرد عورت کے تعلقات پر برا اثر ڈالے مراد لیتے ہیں۔ چنانچہ انگلستان کا مشہور شاعر جان ملٹن یہی خیال رکھتا تھا۔

عیسائی ممالک میں طلاق کے قوانین

یہ تو ہے عیسائی مذہب کی تعلیم طلاق کے بارہ میں لیکن عیسائی ممالک میں اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ہر ملک نے جہاں طلاق کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔ وہاں اس کے لئے بالکل جداگانہ قوانین مقرر کر رکھے ہیں۔

انگلستان میں اس وقت جو قانون طلاق مروج ہے۔ اس میں مذہبی تعلیم کے خلاف عورت کو بھی طلاق حاصل کرنے کا حق دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی عورت اگر یہ ثابت کر دے۔ کہ اس کا خاوند زنا

سا مرتکب ہوتا اور اس کے ساتھ ظالمانہ و بیرحمانہ سلوک کرتا ہے تو وہ اس سے علیحدہ ہوسکتی ہے۔ انسائیکلو پیڈیا بریٹینیکا میں مختلف عیسائی ممالک کے طلاق کے متعلق قوانین درج کئے گئے ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بھی ملک اپنی مذہبی تعلیم پر قائم نہیں رہ سکا۔ سکاٹ لینڈ میں فریقین میں سے کسی ایک کی درخواست پر طلاق واقع ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ زنا ثابت ہو۔ یا اس کا ثبوت بہم پہنچا دیا جائے۔ کہ مرد نے عورت کو چھوڑ دیا ہے اور اس کی خبر گیری نہیں کرتا۔ اور پھر بعد طلاق وہ جس سے چاہیں شادی کر سکتے ہیں۔ سوائے اس کے جس سے زنا ثابت ہو چکا ہو۔ ہالینڈ میں سکاٹ لینڈ میں مروجہ وجوہات کے علاوہ خلاف وضع فطری جرم کے ارتکاب یا کسی جرم میں مرد کے عمر قید کی سزا پانے سے بھی طلاق ہوسکتی ہے۔ روس میں مزاج کی ناموافقت بھی طلاق کے لئے کافی دلیل ہے۔ فرانس کا قانون یہ ہے کہ مرد تو عورت کو زناکار ثابت کر کے اسے الگ کر سکتا ہے۔ لیکن عورت صرف اسی صورت میں مرد سے جدا ہونیکا حق رکھتی ہے۔ کہ اس کے خاوند نے کسی اور عورت کو گھر میں ڈال لیا ہو۔ اگر گھر سے باہر وہ زنا کر آئے۔ تو پھر عورت کچھ نہیں کر سکتی۔ ہسپانیہ اور اٹلی میں کسی صورت میں بھی طلاق واقع نہیں ہو سکتی۔ ہاں بعض وجوہات ایسی رکھی گئی ہیں۔ جن کی موجودگی میں قانوناً علیحدگی ہوسکتی ہے۔ امریکہ کی مختلف ریاستوں میں طلاق کے لئے جداگانہ قوانین ہیں۔ جنہیں بخوف طوالت یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اس میں شک نہیں۔ کہ طلاق کا رواج ہر جگہ موجود ہے

طلاق کا مخالف فرقہ

مذکورہ بالا حقائق کے پیش کرنے سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ کہ ابتدا سے تہذیب و تمدن سے اس وقت تک جو تہذیب کے عروج کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ طلاق کی ضرورت کو سب مذاہب نے تسلیم کیا ہے۔ اگرچہ الہام الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے محروم ہونے کے باعث وہ کوئی فیصلہ کن طریق اس کے لئے تجویز نہیں کر سکے۔ ہاں صرف آریہ سماج ایسا فرقہ ہے۔ جو طلاق کی معقولیت کا معترف نہیں۔ ان کے نزدیک ازدواجی مشکل کا حل نیوگ میں ہے۔ ان کے ہاں اس امر کی کھلی اجازت ہے۔ کہ ایک شادی شدہ عورت مخصوص حالات کی وجہ سے اپنے خاوند کے گھر میں رہتے ہوئے بھی دوسرے مرد کو وہاں بلا کر اس سے ہم بستر ہو سکتی ہے۔ اور بعض ایسی صورتیں بھی ان کے ہاں ہیں۔ کہ ایک عورت اپنے خاوند کے گھر میں رہتے ہوئے بھی گیارہ مردوں سے ہم بستر ہو سکتی ہے۔ پس جب ان کے ہاں اس قدر آزادی ہے۔ تو پھر ان میں طلاق کا رواج نہ ہوتا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اگرچہ انفرادی طور پر آریہ سماجی اس پر کاربند نظر آتے ہیں۔

نظارتوں کے اعلانات

نظارت علیا کے ضروری اعلان

تقرر عہدیداران

پچھلے سال یعنی ۳۱ء کے لئے جن جماعتوں کے عہدیداران کے تقرر کی منظوری وقتاً فوقتاً دی جاتی رہی ہے۔ ان کی میعاد ۳۱ دسمبر ۱۹۳۱ء کو ختم ہو چکی ہے۔ اب سال ۳۲ء کے لئے جماعتوں کو اپنے عہدہ دار نئے سرے سے منتخب کر کے نظارت علیا میں منظوری کے لئے جلد سے جلد درخواست کرنی چاہیئے۔ انتخاب میں قابل اور محنتی آدمی لئے جائیں۔ جو کہ اپنے اپنے کام کے متعلق صیغہ جات متعلقہ کو رپورٹیں بھیجتے رہیں۔ جن جماعتوں میں امیر مقرر ہو چکے ہوئے ہیں۔ ان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ امراء کے تقرر کی میعاد ۳۰ اپریل ۳۲ء تک ہے۔ اس لئے نئے عہدہ داروں کے انتخاب سے مراد یہی ہے۔ کہ سوائے امراء کے باقی عہدہ داران کا انتخاب کیا جائے۔ امراء کا نیا انتخاب و تقرر یکم مئی ۳۲ء سے ہوگا۔ اور جن امراء کے تقرر کی منظوری کے متعلق آئندہ اپریل تک اعلان ہوگا۔ ان کی میعاد بھی ۳۰ اپریل ۳۳ء کو ختم سمجھی جائیگی۔

چندہ دہندگان منارۃ المسیح

منارۃ المسیح کے لئے جن اصحاب نے چندہ دیدیا ہوا ہے مگر ان کا نام ابھی تک منارۃ المسیح پر نہیں لکھا گیا۔ ان کی فہرست اسم وار میرے دفتر میں حسب ذیل ہے ان اصحاب کے علاوہ اگر کسی اور دوست نے چندہ داخل کر دیا ہو۔ اور ان کا نام نہ لکھا گیا ہو۔ تو وہ مجھے بہت جلد اطلاع دیں۔ کہ انہوں نے کب چندہ داخل کیا تھا۔ تاکہ ان کا نام بھی فہرست میں تحقیقات کے بعد درج کر لیا جائے۔ اور جو پتھر منارۃ المسیح پر نصب ہو۔ اس میں ان کا نام لکھا جائے۔

(۱) حافظ سید عبدالوحید صاحب منصوری (۲) حافظ سید عبدالمجید صاحب تاجر منصوری (۳) حافظ سید عبدالحمید صاحب تاجر منصوری (۴) محمد صدیق صاحب سب انسپکٹر آف ریلوے ورکس خانپور (بہاولپور) (۵) مولوی محمد علی صاحب بدوملہوی قادیان (۶) چوہدری عبدالواحد صاحب نیروبی افریقہ (۷) حکیم محمد عمر صاحب قادیان (۸) اہلیہ چوہدری نور احمد خان صاحب قادیان (۹) چوہدری نذیر احمد صاحب طالب پور پنگگرال (۱۰) ماسٹر عبدالعزیز صاحب پنشنر نوشہرہ (سیالکوٹ) (۱۱) اہلیہ ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب افریقہ (۱۲) شیخ عبدالرشید صاحب رئیس میرٹھ (۱۳) ڈاکٹر شیر محمد خان صاحب سب اسسٹنٹ سرجن امرت سر (۱۴) شیخ عبدالغنی صاحب چیف گڈس کلرک پشاور (۱۵) ڈاکٹر غلام علی صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جہور چک ۱۱ (۱۶) زینب زوجہ ڈاکٹر غلام علی صاحب بنت عبدالرزاق صاحب (۱۷) ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نو مسلم بی اے قادیان (۱۸) اہلیہ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب نو مسلم قادیان (۱۹) عزیزبی بی صاحبہ اہلیہ غلام رسول صاحب ٹھیکیدار قادیان

نیز یہ بھی اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو دوست ۳۰ اپریل تک منارۃ المسیح کے لئے یکصد روپیہ فی کس کے حساب سے داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کر کے مجھے رسید خزانہ کے نمبر اور تاریخ سے اطلاع دیں گے۔ ان کا نام بھی فہرست میں درج کر لیا جائیگا۔ اور اس پتھر پر ان کا نام بھی لکھا جائیگا۔ جو مئی میں انشاء اللہ العزیز منارۃ المسیح پر نصب کر دیا جائیگا۔

ناظر اعلیٰ

حصہ داران کمیٹی مکانات سے متعلق تین ضروری امور

قادیان میں مکانات بنانے کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریک کے ماتحت جو تعاونی کمیٹی قائم کیگئی ہے۔ اور جس کے قواعد جلسہ سالانہ کے بعد حصہ دار صاحبان کو بھجوائے گئے تھے۔ اس کے متعلق احباب مندرجہ ذیل تین امور ملحوظ رکھیں۔

۱۔ کئی ایک احباب کے زبانی تذکرہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ کمیٹی مکانات کے حصہ دار بننے سے اس خیال سے رک گئے ہیں۔ کہ حصے پورے ہو چکے ہونگے۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ جو احباب حصہ دار بننا چاہتے ہوں۔ وہ جلد اطلاع دیں۔

۲۔ جن حصہ دار اصحاب کو قواعد بھجوائے جا چکے ہیں۔ وہ جواب بھیجنے کی طرف جلد توجہ کریں۔ ابھی تک بہت کم احباب نے جواب دیا ہے۔

۳۔ قواعد میں یہ بات بھی درج ہے۔ کہ ہر ماہ کی ۵ تاریخ تک قسط پہنچ جانی چاہیئے۔ اس کے متعلق یہ بات ملحوظ رہے۔ کہ بجائے ۵ کے ہر مہینہ کی ۲۰۔ تاریخ تک مقامی جماعت کی معرفت قسط معہ رقم چندہ بھجوانا احباب نے پسند فرمایا ہے۔ اس لئے تمام حصہ داران ہر ماہ کی ۲۰۔ تاریخ تک قسط بھجوا سکتے ہیں۔ اور پہلی قسط ۲۰ فروری تک مبلغ تیس روپیہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بھجوا دیں۔ نیز قواعد میں یہ بھی ایزاد کر لیں۔ کہ ایک ماہ کی کمیٹی ریزرو رکھی جائیگی۔ تاکہ جس ماہ میں

مجلس عاملہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس کی مفصل کاروائی

مولانا محمد شفیع داؤدی۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ ورکنگ سکرٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس نے حسب ذیل کارروائی متعلقہ جلسہ ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم کانفرنس بغرض اشاعت ارسال فرمائی ہے:۔

آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس حکیم محمد جمیل خان صاحب کے مکان پر ۱۳ر جنوری کو بوقت ۱۱ بجے دن منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل ارکان مجلس عاملہ موجود تھے:۔

نواب محمد اسماعیل خان (صدر) مولوی غلام السیطین ناظم مالیات مولانا شفیع داؤدی ورکنگ سکرٹری۔ مولوی محمد مسعود احمد۔ ایم۔ ایل۔ اے سکرٹری بسیٹھ عبد اللہ حاجی ہارون۔ ایم۔ ایل۔ اے سکرٹری۔ راجہ صاحب سلیم پور لکھنؤ۔ آنریبل ملک فیروز خان نون وزیر تعلیمات پنجاب لاہور۔ مولوی سر محمد یعقوب۔ ایم۔ ایل۔ اے دہلی۔ مسٹر اے۔ ایچ غزنوی ایم۔ ایل۔ اے کلکتہ۔ آنریبل نواب محمد یوسف وزیر حکومت یو۔ پی لکھنؤ سید حبیب شاہ ایڈیٹر "سیاست" لاہور۔ مولانا غلام رسول صاحب مہر ایڈیٹر "انقلاب" لاہور۔ مولانا محمد مظہر الدین مالک "الامان"۔ حاجی محمد حسین الہ آباد۔ سید ذاکر علی سیکرٹری۔ یو۔ پی مسلم کانفرنس لکھنؤ۔ حکیم محمد جمیل خان بلی ماراں دہلی۔ شیخ عبد الماجد کراچی۔ مفتی محمد صادق قادیان۔ مولوی سید مرتضیٰ صاحب بہادر ترچناپلی۔ میاں جعفر شاہ شاہ آباد پشاور

مندرجہ بالا بزرگوں کے علاوہ حسب ذیل ارکان اسمبلی کو بھی اس اجلاس میں شرکت کے لئے خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا۔ جو تشریف لائے تھے:۔

ڈاکٹر ضیاء الدین۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ محمد یامین خان صاحب۔ سی آئی۔ ای۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ راجہ شیر محمد خان۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ خان بہادر محی الدین صاحب۔ راجہ غضنفر بخش شاہ۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ ایم سہروردی۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ خان بہادر حافظ ہدایت اللہ خان صاحب ایم۔ ایل۔ اے کے۔ بی۔ حاجی وجیہ الدین صاحب ایم۔ ایل۔ اے شیخ فضل حق صاحب پراچہ۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ عبد المتین صاحب چوہدری۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ کنور اسماعیل علی خان۔ انوار العظیم معظم شاہ صاحب بیرسٹر قونصل۔ اپی صاحب بہادر (مالاباری مسلمان) مولانا عبد الحامد بدایونی۔ مولانا حسرت موہانی لکھنؤ کے علاوہ یہ حضرات خاص دعوت پر تشریف لائے تھے۔

حاجی رحیم بخش صاحب لاہور۔ مولوی اللہ بخش صاحب یوسفی پشاور۔ سید عبد اللہ صاحب پشاور۔ سید جعفر شاہ صاحب کاکا خیل پشاور۔ مولوی محمد اکبر خان صاحب پشاور۔ مولوی مشتاق حسین خان صاحب پشاور:۔

حاجی سیٹھ عبد اللہ ہارون۔ ایم۔ ایل۔ اے کی صدارت میں مسلم ارکان اسمبلی و دیگر زعماء کے درمیان باضابطہ ابتدائی گفتگو اور تبادلۂ خیالات دو گھنٹے تک ہوتا رہا۔ دو بجے کے قریب مجلس عاملہ نے ایجنڈے کی کارروائی شروع کی۔ باقاعدہ اجلاس شروع ہونے سے قبل تمام لوگوں نے متفقہ طور پر اور انفرادی حیثیت سے نواب محمد اسمعیل خان صاحب سے درخواست کی۔ کہ اس موجودہ نازک دور میں اپنے استعفیٰ کو واپس لے لینے میں کوئی تامل نہ کریں۔ کیونکہ وقت کی نزاکت اسی کی متقضی ہے۔ اور علاوہ ازیں دونوں خیالات کے درمیان جو اختلاف ہے وہ بھی اس قدر اہم نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ان پر یہ واضح کیا گیا۔ اور یقین دلایا گیا۔ کہ مجلس عاملہ اس پالیسی پر قائم رہے گی جس کا مقصد بہرکیف مسلمانوں کے مفاد کے تحفظ کے لئے ہوگا اور وہ کسی اور چیز کو اس پالیسی میں مخل نہ ہونے دیں گے۔ نواب صاحب کو جب اس کا یقین ہو گیا۔ تو آپ نے بکمال عنایت و نوازش اپنے استعفیٰ کو واپس لے لیا۔ اور حاجی سیٹھ عبد اللہ ہارون صاحب نے کرسی صدارت نواب صاحب کے لئے خالی کر دی۔ اسی نوع کی ایک درخواست راجہ صاحب سلیم پور۔ اور شاہ مسعود احمد صاحب سے بھی کی گئی۔ ان حضرات نے بھی بالآخر اپنے استعفیٰ واپس لیکر ارکان کو ممنون فرمایا۔ نواب اسمعیل خان صاحب نے کرسی صدارت پر سے مولانا حسرت موہانی سے درخواست کی۔ کہ وہ بھی اپنا استعفیٰ واپس لے لیں۔ راجہ صاحب سلیم پور نے بھی مولانا پر زور ڈالا چنانچہ آپ نے بھی سر تسلیم خم کر دیا۔ اور استعفیٰ واپس لے لیا۔ خواجہ غلام السیطین۔ اور قاضی مسعود حسین صاحب کے استعفے منظور نہیں کئے گئے۔ غرض اس طرح ورکنگ کمیٹی کا مخلص و محبوب گروہ پھر ایک جگہ مستحکم و مجتمع ہو گیا۔

اس کے بعد مندرجہ ذیل قرارداد پیش ہو کر منظور ہوئی۔

گول میز کانفرنس کی کمیٹیوں کے بائیکاٹ کی تجویز

آل انڈیا مسلم کانفرنس نے یکم جنوری سنہ ۱۹۲۹ء کو مسلمانوں کے جو قلیل ترین مطالبات تیار کئے تھے۔ اور جن کا اعادہ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء میں بھی کیا گیا۔ چونکہ ان مطالبات کو نہ تو ملک کی اکثریت کی حامل جماعت (ہندوؤں) نے قبول کیا ہے۔ اور نہ حکومت برطانیہ نے۔ اور یہ کہ چونکہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کی اعلان شدہ پالیسی یہ ہے۔ کہ وہ کسی ایسی دستور سازی میں شامل نہ ہو جس میں یہ محولہ بالا مطالبات تسلیم نہ کئے جائیں۔ پس ان صورتوں کو دیکھتے ہوئے مجلس عاملہ تمام مسلم ارکان گول میز کانفرنس اور مجلس ہائے مقرر کردہ گول میز کانفرنس سے درخواست کرتی ہے۔ کہ وہ ان کمیٹیوں میں کام کرنے سے انکار کر دیں۔ جبتک کہ یہ مطالبات تسلیم کرنے کا حکومت برطانیہ اعلان نہ کر دے لہٰذا مسلمانان ہند کو مجلس عاملہ مشورہ دیتی ہے۔ کہ وہ ان کمیٹیوں کے سامنے شہادتیں نہ دیں۔ اور نہ کسی اور طرح اس کے ساتھ تعاون کریں"

اس پر مندرجہ ذیل ترمیم کا اضافہ کیا گیا:۔

"مجلس عاملہ تجویز کرتی ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کی کمیٹیوں کے ساتھ عدم تعاون کے ریزولیوشن پر سر دست غور نہ کیا جائے۔ اور اس اثناء میں مجلس عاملہ کے ارکان اگر ضرورت محسوس کریں۔ تو وائسرائے ہند سے ملاقات کریں۔ اور بعد ازاں یہ دریافت کرنے کی کوشش کریں۔ کہ آیا حکومت مسلمانوں کے مطالبات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے یا نہیں؟

اس ترمیم پر بہت دیر تک تبادلۂ خیالات ہوتا رہا۔ بالآخر یہ کثرت سے پاس ہو گئی۔ مگر اس تبدیلی کے ساتھ کہ اصل ریزولیوشن پر غور عارضی طور پر ملتوی کر دیا جائے۔ اور جب مجلس عاملہ کا اجلاس ۵ر مارچ سنہ ۱۹۳۲ء کو منعقد ہو۔ تو اس پر پھر غور کیا جائے۔ مولانا غلام رسول مہر لاہور اور مولانا حسرت موہانی کانپور نے اس سے اختلاف کیا۔

(۲) آل انڈیا مسلم کانفرنس کا کامل اجلاس لاہور میں منعقد کرنے کی دعوت پیش ہوئی۔ جسے نہایت شکریہ کے ساتھ قبول کیا گیا۔

(۳) آل انڈیا مسلم کانفرنس کی اجلاس کی تاریخیں ۲۱، ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء مقرر کی گئیں۔ مولانا شفیع داؤدی اور مولانا محمد مظہر الدین کی رپورٹ جو صوبہ سرحد کے حالات کی تحقیقات پر مشتمل تھی سنی گئی۔ اس کے بعد پہلا جلسہ ۹ بجے شب تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

ورکنگ کمیٹی کی دوسری نشست اور تجویز سرحد

اجلاس کی دوسری نشست مسیح الملک حکیم محمد جمیل خان صاحب کے مکان پر ۹ بجے شب کو شروع ہوئی نواب محمد اسمٰعیل خان صاحب صدر تھے صوبہ سرحد کے مسئلہ پر جو بحث میں نمائندگان سرحد نے بھی حصہ لیا۔ طویل اور انتہائی غور و خوض کے بعد حسب ذیل تجویز منظور کی گئی۔

"ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم کانفرنس اپنی مقرر کردہ سب کمیٹی کے ان اراکین کا جنہوں نے حال ہی میں صوبہ سرحد کا معائنہ کیا ہے۔ زبانی بیان سننے اور ان بیانات پر انتہائی غور و خوض کرنے کے بعد اس کا یقین رکھتی ہے۔ کہ سب کمیٹی کو مقامی افسران نے آزاد تحقیقات کا موقعہ نہ دیا۔ حالانکہ وزیر سیاسیہ (ہند) نے اس کا یقین دلایا تھا۔ کہ دوران تحقیقات میں ہر قسم کی آسانیاں مہیا کی جائیں گی۔ مگر ان تمام مشکلات کے باوجود بھی سب کمیٹی جن حقائق کو دریافت کر سکی ان سے صاف طور پر عیاں ہے۔ کہ بدقسمت اور بے بس باشندگان سرحد پر نہایت سفاکانہ تشدد کیا گیا۔ اور مقامی افسران نے ان کے ساتھ نہایت وحشیانہ سلوک کیا۔ جس کے متعلق اس کمیٹی کی قطعی رائے ہے۔ کہ مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے اضطراب کو روکنے کے لئے فوراً ہی ایک آزاد تحقیقات شروع کی جائے۔ نیز یہ ورکنگ کمیٹی سب کمیٹی کی مندرجہ ذیل سفارشات کی پرزور تائید کرتی ہے:

۱۔ حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ ایک لمحہ توقف کئے بغیر تمام تشددانہ کارروائیوں کو جو اس وقت تک جاری ہیں ختم کردے۔

۲۔ تمام آرڈی ننیس فوراً واپس لے لئے جائیں۔ جس کے بغیر جدید اصلاحات ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتیں۔

۳۔ جو افسران نامناسب اور سفاکانہ تشدد کے مجرم پائے جائیں۔ انہیں صوبہ ہذا سے فوراً تبدیل کر دیا جائے۔

حکومت سے مطالبہ۔ یہ کمیٹی حکومت سے مطالبہ کرتی ہے کہ اگر اس کی یہ خواہش نہیں کہ مسلمان اس پر کلیتہً اعتماد کھو دیں۔ تو وہ متذکرہ بالا سفارشات کو فوراً عملی جامہ پہنا دے۔

ورکنگ کمیٹی کی مزید رائے ہے کہ تمام قیدیوں کو جو تشدد کے مرتکب نہ ہوں بلا توقف رہا کر دیا جائے۔ تاکہ صوبہ سرحد میں مناسب و خوشگوار فضا پیدا ہو۔

یوم سرحد:۔ یہ کمیٹی مسلمانان ہند سے درخواست کرتی ہے کہ وہ جمعۃ الوداع کو یوم سرحد منا کر صوبہ سرحد کے بھائیوں کے ساتھ اپنی دلی ہمدردی کا اظہار کریں اور حکومت کے اس طرز عمل کے خلاف جو اس نے کانگرسی تحریک کے پردے میں باشندگان سرحد کی سپرٹ کو کچلنے کے لئے اختیار کیا ہے۔ اظہار نفرت کریں۔

اراکین سب کمیٹی کا شکریہ:۔ ورکنگ کمیٹی مولانا مظہر الدین اور مولانا شفیع داؤدی اراکین سب کمیٹی کا ان تکالیف کے سلسلہ میں جو انہوں نے صوبہ سرحد کے دورہ کے سلسلہ میں برداشت کیں۔ شکریہ ادا کرتی ہے۔

کشمیر کے ہولناک مظالم اور یوم کشمیر

ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم کانفرنس نہایت غور کے ساتھ کشمیر کے صورت حالات کا معائنہ کر رہی ہے اور تازہ ترین افسوسناک صورت حالات کو نہایت ہی تکلیف دہ سمجھتی ہے نیز کشمیر کے مظلوم تباہ حال و پامال مسلمانوں کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

حکام کشمیر کی ذمہ واری:۔ اس کمیٹی کی رائے میں تمام گذشتہ و حالیہ مصائب کی ابتدائی ذمہ داری ہز ہائینس مہاراجہ کشمیر کی حکومت کے افسران پر عائد ہوتی ہے۔ جن میں جدید صورت حالات کا ہمدردی دلسوزی و تدبر سے مقابلہ کرنے کی قطعی صلاحیت نہیں ہے اور جو تشدد و سفاکی ہی کو ہر صورت حالات کے حل کا عملی ذریعہ سمجھتے ہیں۔

وزارت کو تبدیل کیا جائے۔ یہ کمیٹی میرپور میں عدم ادائیگی محاصل ان کے غیر متشدد افراد کو گولیوں سے ہلاک کرنے اور مسٹر محمد عبداللہ ایم ایس سی کی گرفتاری کو نہایت خوف و دہشت کے ساتھ دیکھتی ہے۔ اور موجودہ وزارت کشمیر کی اندھی اور مکروہ پالیسی کی مذمت کرتی ہے۔ اور ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر سے درخواست کرتی ہے کہ وہ موجودہ وزارت کو تبدیل کر دیں اور ایک ایسی وزارت قائم کریں۔ جس پر باشندگان ریاست کو کلی اعتماد ہو۔

برطانوی افواج:۔ اس کمیٹی کی رائے میں برطانوی افواج کی واپسی قبل از وقت تھی جس کے ماتحت غیر مسلح مسلمان آبادی جذبہ انتقام سے پر ڈوگرہ فوج کے رحم و کرم پر رہ گئی اور جس کا نتیجہ موجودہ افسوسناک صورت حالات میں نکلا۔ یہ کمیٹی حکومت ہند سے درخواست کرتی ہے کہ وہ کشمیر میں از سر نو برطانوی افواج بھیج دے جو وہاں اس وقت تک مقیم رہیں۔ جب تک کہ تمام مصائب ختم نہ ہو جائیں۔ اور حکومت بالادست ہونے کی حیثیت سے مسلم رعایائے کشمیر کے سلسلہ میں جو فرض اس پر عائد ہوتا ہے۔ اسے انجام دے۔

یہ کمیٹی مسلمانان کشمیر سے التجا کرتی ہے کہ وہ اپنی اس آزمائش اور مصائب کے ایام میں عدم تشدد پر قائم رہیں۔

ایک ضروری پیغام

احرار کے نام

مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے۔ کہ جس روز سے اخبار "احرار" جاری ہوا ہے۔ اسی دن سے فرقہ وارانہ جنگ شروع کر رکھی ہے۔ پہلے "زمیندار" نے غداری کی۔ اور اس کے بعد احمدی و غیر احمدی جنگ شروع کر دی۔ اسی طرح "احرار" بھی زمیندار کا شاگرد بن گیا۔ ہمیں اس وقت اتفاق اور اتحاد کی ضرورت ہے۔ نہ کہ جنگ کی۔ جب کبھی "احرار" کا پرچہ دیکھا۔ کہیں قادیانیوں پر لعن طعن ہے اور کہیں انٹی قادیان ڈے کے سلسلے میں بدکلامی ہے۔ ہمیں تو اس وقت اس کی ضرورت ہے۔ جو ہماری مدد کرے چاہے کوئی ہو۔ میں احراریوں کو خدا اور رسول کا واسطہ دے کے تحریر کرتا ہوں۔ کہ ایسے نازک وقت میں فرقہ وارانہ فساد کو ترک کر دیں۔

اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ کمیشن کے سامنے قادیانی وکلاء پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر یہ بھی خلیفہ صاحب قادیان کی مہربانی ہے جو مظلوموں کی امداد فرما کر وکلاء روانہ کرتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں آپ نے آج تک کس قدر وکلاء جموں و کشمیر روانہ کئے ہیں۔ میں ابھی تک اپنے حلقہ اثر کے دو ہزار آدمی جیلوں میں روانہ کر چکا ہوں۔ مگر بعد میں مجھے معلوم ہوا۔ کہ اس طرح مظلوموں کی ظلم سے رہائی نہیں ہو سکتی۔ اگر آپ نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا۔ تو مجلس احرار مردہ ہو جائے گی۔ ایسے نازک وقت میں جب کہ مسلمان ریاست موت کے منہ میں ہیں۔ اور ظلم و ستم روز بروز ان پر بڑھ رہا ہے۔ جناب صدر آل انڈیا مسلم کشمیر کمیٹی نے اپنے مظلوم بھائیوں کو ہر طرح سے امداد بہم پہنچائی ہے۔ مگر آپ لوگ ہمیشہ ان کے خلاف مضمون تحریر کر کے فتنہ پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ براہ مہربانی آپ ایسے مضامین شائع نہ کیا کریں۔ ایک مضمون "احرار" مورخہ ۲۵ جنوری ۳۲ء میری نظر سے گزرا۔ جس کو پڑھ کر مجھے سخت رنج و افسوس ہوا۔ اس میں ملک محمد صادق صاحب سیکرٹری مجلس احرار ہند نے یہ فرمان جاری کیا ہے۔ کہ مسلمان کانگرس کی مخالفت نہ کریں۔ مگر میں سوال کرتا ہوں۔ کیا آپ لوگ بھی کانگرس کے حامی ہیں۔ اور اس طرح مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہتے ہیں۔ خدارا آپ غدر کریں۔ ہاں اگر آپ کانگرس کے تنخواہ دار ہیں تو مجلس احرار سے علیحدہ ہو کر ان کی امداد کریں۔ مسلمانوں نے تو بدل و جان یہ اقرار کر لیا ہے۔ کہ جب تک کانگرس قائم رہیگی۔ اس کے برخلاف میدان عمل میں کھڑے رہیں گے۔ کیونکہ کانگرس کے ظلم و ستم کے نشان ابھی ہمارے دل سے محو نہیں ہوئے اور نہ ہی ہونگے۔ خدا کے فضل و کرم سے ہم اپنے حقوق جداگانہ حاصل کریں گے۔

آخر میں یہ بھی کہدوں۔ بہت سی شکائتیں سننے میں آرہی ہیں کہ مجلس احرار کا حساب ٹھیک نہیں۔ آپ لوگ براہ مہربانی کوئی کام سرانجام دینے کی کوشش کریں۔

خاکسار:۔ محمد فضل شاہ سجادہ نشین جلال پور جٹاں

مغل پورہ کالج میں مسلمان طلباء کی حالت

مغل پورہ کالج کے مسلمان طلباء نے اپنے حقوق اور مطالبات کے متعلق جو جدوجہد شروع کی تھی۔ اسے احراریوں نے اپنی بے تدبیری اور بے دماغی کی وجہ سے جو نقصان پہنچایا۔ اور مسلمان طلباء کو جس مصیبت میں پھنسا دیا۔ اس کا کسی قدر اندازہ ایک واقف کار نامہ نگار کے حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے۔

اگی ٹیشن ختم ہونے کے بعد پہلا وار غریب مسلم طلباء پر یہ کیا۔ کہ ان کی سالانہ ترقی چار ماہ کے لئے رکوا دی۔ اور ان کے ریکارڈ میں لکھ دیا گیا کہ یہ طلباء چار ماہ تک سٹرائک پر رہے۔ اس سے ان کو صرف مالی نقصان ہی نہ پہنچا۔ جو بیس ہزار سے زائد ہے۔ بلکہ ان کے آئندہ ریکارڈ پر بھی حرف آگیا۔ اس کے متعلق جب چند طلباء پرنسپل کے پاس یہ درخواست لے کر گئے۔ کہ ایسا نہ کیا جائے۔ تو اس نے جواب میں فرمایا۔ تم نے نیک کام کیا ہے۔ اور چار مہینے تک لڑائی لڑی ہے۔ تم کو اس کا انعام ملنا چاہئیے۔ اسی طرح کئی دفعہ طلباء کے جذبات کو ٹھیس لگائی۔

اکسیری ادویہ

سرحدی لوگ باوجود خلاف قواعد صحت تنگ و تاریک اور دھوئیں سے پر کوٹھڑیوں میں رہنے کے کیوں تندرست و توانا رہتے ہیں۔ اور ہر شے ہضم کر سکتے ہیں۔ اس کا راز ان قدرتی بوٹیوں میں ہے۔ جو اسی ملک کے پہاڑوں میں پائی جاتی ہیں۔ حکیم حاذق مفتی محمد منظور صاحب نے نہایت جانفشانی اور زر کثیر صرف کر کے ان بوٹیوں کو تلاش اور چار بے نظیر دوائیں تیار کی ہیں۔ جو فائدہ عام کے لئے اب مشتہر کی جاتی ہیں۔

حب منظور طاقت کی بینظیر دوا ہر قسم کی سستی اور کمزوری کو دور کرتی ہے۔ اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی صمہ

سل و دق کی دوا اگر تیسرے درجہ کے آخیر تک نہ پہنچ چکی ہو۔ تو انشاء اللہ یقینی صحت ہے قیمت عہ

سرمہ منظور آنکھ کی جملہ بیماریوں کیلئے اکسیر ہے۔ اس کے استعمال سے عینک کی ضرورت نہیں رہتی قیمت فی تولہ ع

سلاجیت اصلی ہزاروی۔ بالکل خالص قیمت فی تولہ ۱۲ر

ہر چہار ادویہ کے متعلق حکیم صاحب سے براہ راست بھی خط و کتابت ہو سکتی اور دوائی وہاں سے بھی منگوائی جا سکتی ہے پتہ یہ ہے۔ حکیم مفتی محمد منظور صادق قریشی بمقام بگلہ ڈاکخانہ ڈھوڈیال ضلع ہزارہ

گکروں کا امریکن علاج مفتی محمد صادق صاحب کو امریکہ کے ایک مشہور معالج چشم ڈاکٹر نے گکروں کے علاج کے واسطے ایک نسخہ دیا تھا۔ جس سے بہت لوگ فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اسے اب فائدہ عام کے واسطے فروخت کیا جاتا ہے۔ گکروں کے واسطے بہت فائدہ مند ہے قیمت فی شیشی عمار

آدیسی روپ بالخصوص عورتوں کی ہر قسم کی اندرونی تکالیف کے واسطے بینظیر نسخہ ملک ہالینڈ کے ڈاکٹروں کا ایجاد کردہ ہے۔ قیمت ۴۰ گولی عمار

تحفہ عرب قوت بدن کے واسطے ایک بینظیر دوائی ہے وہ نسخہ ہے جو اخبار بدر میں کسی زمانہ میں اکسیر البدن کے نام مشتہر ہو کر مقبول عام ہو چکا ہے۔ بدن کے ہر جزو کو قوت دیتا ہے۔ یہ نسخہ ایک عرب کا جو اپنے وطن سے لائے تھے۔ اس واسطے اب اسکا نام تحفہ عرب رکھا گیا۔ قیمت بیس روز

سلاجیت کوہ ہمالیہ بہت محنت بہت دور سے منگوائی گئی ہے۔ بوڑھوں کو اکسیر کا کام دیتی ہے۔ قیمت فی تولہ عصر

ڈچ میڈیکو قادیان

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر مانا گیا ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت فی تولہ ۱۲ر محصولڈاک علاوہ

ڈاکٹر صاحبان خود بھی موتی سرمہ ہی استعمال فرماتے ہیں

جناب ڈاکٹر محمد صادق صاحب۔ ایس۔ اے۔ ایس۔ جنرل ہسپتال اکیاب (برہما) سے تحریر فرماتے ہیں کہ پہلے بھی آپ کا سرمہ بعض مریضوں کو منگوا کر دیا نہایت مفید پایا۔ اب مجھے اپنے لئے خود ضرورت ہے۔ براہ کرم ایک تولہ جلد بذریعہ وی پی بھیج دیں۔

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بوڑھے کو جوان اور جوان کو نوجوان بنانا اس اکسیر کا ادنی کرشمہ ہے۔ آپ ان سردیوں میں اکسیر البدن استعمال کر کے اپنے اندر طاقت کا بھاری ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں۔ قیمت ایکماہ کی خوراک صرف پانچ روپے محصولڈاک علاوہ

حکیم صاحبان تو اکسیر البدن کی ہی تعریف کرتے ہیں

جناب مولانا حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان میں سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں۔ وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں بیان فرماتے ہیں مجھے کمر درد کی سخت شکایت تھی۔ یہاں تک کہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی سخت لاچار تھا۔ آپکی دوا اکسیر البدن کے استعمال کے بعد میری صحت بہت اچھی ہو گئی۔ واقعی یہ دوا مقوی اعصاب مقوی دماغ اور مقوی جسم ہے۔ ملنے کا پتہ:- مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

حب اٹھرا

رجسٹرڈ رجسٹرڈ

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہو جاتے ہیں اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم طبیب کی مجرب حب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گود بھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں قیمت فی تولہ عہ شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ تولہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

المشتہر:- نظام جان عبد اللہ جان معین الصحت قادیان

فرشی دری

دریاں ۱۲×۱۳ گز مربع تک۔ نواڑ۔ ایجرو پیپر سیر۔ کرایہ ریل ہمارے ذمہ۔ نیز فرنیچر خرید فرماویں۔ مال بنانے والے سے خرید کر اپنی ضرورت پوری کیجئے۔

H. Brothers

ایچ برادرس ذخیرہ

بریلی۔ (یو۔ پی)

تجارت پیشہ اصحاب

الفضل میں اشتہار دیکر فائدہ اٹھائیں

نوٹس ضروری

دفتر زمیندارہ بنک قادیان

ضلع گورداسپور کا اعلان

میں اس سے پہلے کے اخبار میں ایک اعلان شائع کر چکا ہوں۔ اب پھر اس کے متعلق عرض ہے۔ کہ مندرجہ ذیل ممبران بنک اس بنک کے قرض لیکر نامعلوم وجہ سے عدم پتہ ہیں۔

ولی محمد ولد محمد خلیل صاحب مینیاری فروش تھے۔

اللہ دتا ولد محمد رمضان ککڑو کی دوکان کرتے تھے۔

لال خاں ولد محمد افضل خاں پرچون کی دوکان کرتے تھے

ان کے ذمہ بنک کا قرضہ ہے مہربانی کر کے یہ صاحب خود بخود اپنے اپنے ذمہ کا قرضہ جلد سے جلد ادا کر دیں تاکہ کسی قسم کی مزید کارروائی دفتر کو نہ کرنی پڑے۔

خادم محمد ابراہیم سکرٹری زمیندارہ بنک قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۴ فروری کو اسمبلی کے اجلاس میں ایک سرکاری ہندو ممبر نے دریافت کیا۔ کہ کیا قومی جھنڈا لہرانا مغویانہ فعل ہے کیونکہ جگہ بجگہ پولیس انہیں اتار کر یونین جیک لگا دیتے ہیں۔ ہوم ممبر نے جواب دیا۔ کہ کسی جھنڈے کو لہرانا بذات خود نہ خلاف قانون ہے اور نہ ہی باغیانہ فعل۔ قومی جھنڈا اتار کر یونین جیک لگا دینا حالات پر منحصر ہے۔ اس میں حکومت کی مداخلت کی ضرورت نہیں سمجھتی۔

—— گورنر پنجاب پر حملہ کی سازش کے الزام سے جس چمن لال کو ۲۴ جنوری ہائی کورٹ نے بری کیا تھا۔ وہ رہائی کے بعد اپنے وطن مردان پہونچا۔ تو حکومت نے اسے فرنٹیئر ریگولیشن کے ماتحت گرفتار کر کے پچاس ہزار کی ضمانت یا تین سال قید کا فیصلہ سنا دیا۔

—— الہ آباد سے ۴ فروری کی اطلاع ہے۔ کہ کسی وجہ کی بناء پر حکومت نے پنڈت جواہر لال نہرو کے مکان کا سلسلہ ٹیلی فون منقطع کر دیا ہے۔

—— ۴ فروری۔ اسمبلی کے اجلاس میں ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب کے سوال کے جواب میں وزیر سیاسی نے بیان کیا۔ کہ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء سے اس وقت تک چھ ہزار پچاس اشخاص صوبہ سرحد میں گرفتار کئے گئے ہیں۔ چار سو اشخاص کو صوبہ سے نکال دیا گیا ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ پبلک مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے عبدالغفار خاں کی جائے رہائش کا پتہ نہیں دیا جا سکتا۔

—— شنگھائی سے ۳ فروری کی اطلاع ہے کہ جاپانی خشکی اور سمندر دونوں راستوں سے ووسنگ کے قلعوں پر گولہ باری کر رہے ہیں۔ اوپر سے ہوائی جہاز بم پھینک رہے ہیں۔ جاپانی وزیر خارجہ نے اخبارات کے نام ایک بیان شائع کیا ہے۔ کہ جاپان کی حکومت برطانیہ۔ امریکہ اور فرانس کی تجاویز تصفیہ منظور نہیں کر سکتی۔ امریکن سپاہ کا ایک دستہ ۴ فروری کو شنگھائی پہونچ گیا ہے۔

—— نیو یارک سے ۳ فروری کی خبر ہے کہ ایک شہر سین ٹیاگو ڈی کیوبا نامی سخت زلزلہ کے باعث کھنڈرات کا ڈھیر ہو گیا ہے۔ ۳ ہزار اشخاص ہلاک ہو چکے ہیں۔ اور باقی جانیں بچا کر بھاگ گئے۔

—— لوکل سیلف گورنمنٹ کا چارج جب سے لالہ گوکل چند نارنگ کے ہاتھ میں آیا ہے۔ وہ پنجاب کی بلدیات میں مسلمانوں کی مفروضہ طاقت کو کمزور کرنے کے لئے نئے نئے طریق سوچتے رہتے ہیں۔ چنانچہ ایگزیکٹو آفیسرز بل کا یہی منشاء ہے۔ اس کے بعد اب پنجاب میونسپل بل کا مسودہ زیر غور ہے۔ لاہور میونسپلٹی نے اس پر غور کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی تھی اس نے متفقہ طور پر اس کی مذمت کی ہے۔

—— پائندہ خیل قبیلہ کی شورش کی وجہ سے حکومت نے بمباری کا جو نوٹس دیا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ باغی قبائل نے اپنا ایک جرگہ پولیٹیکل ایجنٹ کے پاس چکدرہ میں بھیج دیا ہے۔

—— محکمہ اطلاعات بمبئی نے اعلان کیا ہے کہ چونکہ گاندھی جی کے سابرمتی آشرم کے سکرٹری نے ۴۷۳ روپیہ کی رقم بہ مالیہ کے طور پر واجب الاداتھی۔ دینے سے انکار کر دیا ہے۔ اس لئے

—— ۴ فروری کو اسمبلی کے اجلاس میں جب مسٹر شاردا کے ہندو بیواؤں کے متعلق بل پر بحث ہو رہی تھی۔ تو وزیٹر گیلری سے ایک عورت نے نیچے انقلابی اشتہارات کا بنڈل پھینکا۔ اور انقلاب زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ باہر نکلنے پر اسے گرفتار کر لیا گیا۔ اس نے کہا۔ میں ان پڑھ ہوں۔ یہ اشتہار مسز آصف علی نے اسی غرض سے مجھے دئے تھے۔

—— ۴ فروری کو کسی شخص نے مال روڈ لاہور پر نصب شدہ لارڈ لارنس کے بت پر قومی جھنڈا گاڑ دیا۔ جسے پولیس نے اتار لیا۔

—— ریاست جموں و کشمیر کو بدامنی کے علاوہ مالی مشکلات کا بھی سامنا ہے۔ اس کے مقابلہ کے لئے تمام ملازمین سرکاری کی تنخواہوں میں دس فی صدی تخفیف کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ مہاراجہ صاحب نے اپنے ذاتی مصارف میں بھی ۱۹ فی صدی کمی کر دی ہے

—— ۴ فروری دہلی میں ڈاکٹر مونجے کے زیر صدارت ہندو مہا سبھا کا ایک جلسہ ہوا جس میں کشمیر کے ہندوؤں کی امداد کیلئے چندہ جمع کرنیکا فیصلہ کیا گیا نیز تمام ہندوستان میں ۱۴ فروری کو کشمیر ڈے منانیکا اعلان کیا

—— مہابیر دل پنجاب نے ایک تار کے ذریعہ دو ہزار والنٹیرز کی خدمات مہاراجہ کشمیر کے پیش کی تھیں۔ لیکن ڈپٹی کمشنر جہلم نے اس تار کو روک لیا۔

—— ہز ایگزالٹڈ ہائی نس حضور نظام نے ۴ فروری کو ایک فرمان جاری کیا ہے۔ جس میں باشندگان ریاست کو حکم دیا ہے کہ کسی قسم کی سول نافرمانی میں حصہ نہ لیں۔ جو شخص کسی ایسی حرکت کا ارتکاب کریگا۔ اسے سخت سزا دی جائیگی۔

—— ضلع ہوشیار پور کے ایک گاؤں میں ۴ فروری کی شب ایک ساہوکار کے ہاں ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو پانچ آدمیوں کو ہلاک اور ایک عورت سخت مجروح کرنے کے بعد سب کچھ لوٹ کر لے گئے۔

—— پشاور سے ۵ جنوری کی خبر ہے کہ اضلاع کوہاٹ و ہزارہ میں زیر دفعہ ۱۴۴ جس قدر پابندیاں عائد تھیں۔ وہ دور کی جا رہی ہیں۔ کیونکہ اب صورت حالات اطمینان بخش ہے۔

—— ۵ فروری کو اسمبلی کی فنانس کمیٹی نے دستوری کمیٹیوں کے مصارف کی منظوری دی۔ نیز مزید چھ ماہ کے لئے صوبہ سرحد میں عارضی پولیس قائم رکھنے کے لئے ایک لاکھ ۶۷ ہزار روپیہ کی رقم منظور کر لی۔

—— حکومت ہند نے گاندھی جی کے بمبئی پہونچنے کی فلم کو ممنوع قرار دے دیا ہے۔

—— کلکتہ سے ۶ فروری کا تار مظہر ہے کہ گورنر بنگال سر سٹینلے جیکسن کلکتہ یونیورسٹی کانووکیشن کے موقعہ پر تقریر کر رہے تھے۔ کہ ایک ہندو لڑکی نے جو بی۔ اے کی ڈگری لینے آئی تھی۔ آپ پر ریوالور سے متواتر پانچ فائر کئے۔ مگر آپ تھوڑا سا پیچھے ہٹ کر جھک گئے۔ اور اس طرح بال بال بچ گئے۔ حملہ آور لڑکی موقعہ پر ہی گرفتار کر لی گئی۔

—— ۵ فروری کی شام مسلمانان سری نگر نے خانقاہ معلی میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ جسے پولیس نے لاٹھی چارج سے منتشر کر دیا۔ اور فوجی امداد سے ایک سو مسلمانوں کو گرفتار کر لے گئی۔

—— ۴ فروری پولیس نے احرار لاہور کے دفتر پر چھاپہ مارا اور تین ہزار عید کارڈ جن پر محاذ سوچیت گڑھ کے فوٹو تھے۔ اپنے قبضہ میں کر لئے۔

—— علاقہ میرپور میں ہندوؤں پر مفروضہ مظالم کی مبالغہ آمیز داستانوں کی تردید میں اخبار سٹیٹسمین کے انگریز نامہ نگار کا بیان تفصیلاً درج کیا جا چکا ہے۔ اس کے بعد سول کے نامہ نگار نے جو اطلاعات بھیجی ہیں۔ وہ بھی یہی ظاہر کرتی ہیں کہ تمام جھوٹا پروپیگنڈا ہے۔

—— لکھنؤ میں ایسے سرخ اشتہارات چسپاں پائے گئے ہیں۔ جن پر لکھا ہے کہ پولیس ہوشیار رہے۔ انقلاب پسند لکھنؤ آ گئے ہیں۔

—— صوبہ بنگال میں اس وقت تک ۱۹ سیاسی مجالس خلاف قانون قرار دی جا چکی ہیں۔

—— ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ الہ آباد نے تعلیمی درسگاہوں کے منتظمین کو اطلاع دی ہے۔ کہ طلباء کو اچھی طرح اطلاع دیدی جائے۔ کہ کانگرسی جلسوں اور جلوسوں میں شمولیت ممنوع ہے۔ اگر کسی طالب علم نے کسی کانگرسی جلوس میں شرکت کی۔ تو اسے امتحان میں نہیں بیٹھنے دیا جائیگا۔

—— ہندو اخبارات یہ خبریں شائع کر رہے ہیں۔ کہ سرحد میں عبدالغفار خاں کا مکان جلا دیا گیا ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا۔